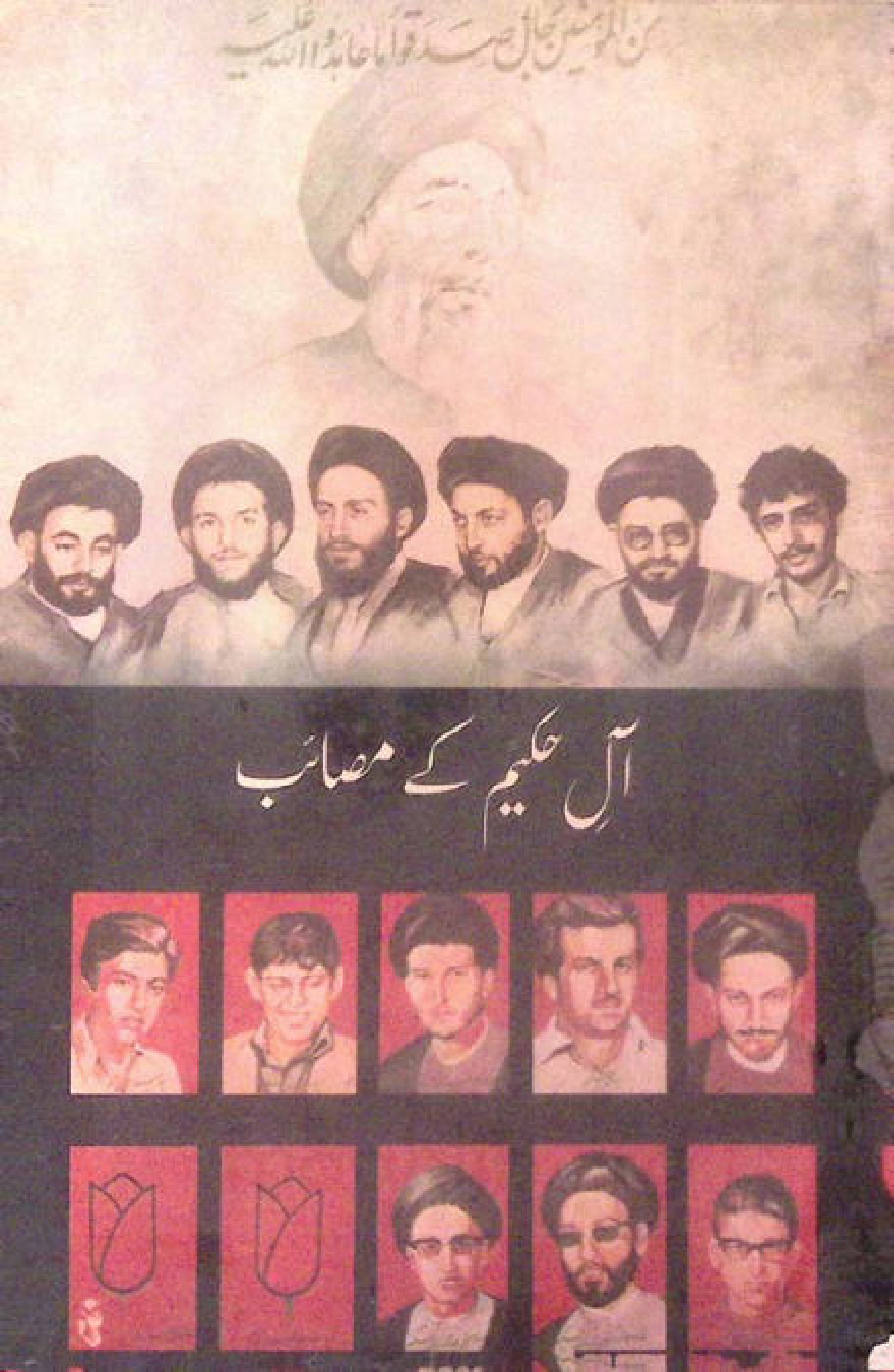

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه
آلِ حکیم کے مصائب

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

آلِ حکیمؒ کے مصائب

● ـــــــ قوم کے المناک حالات

● ـــــــ مظلومیت کی داستان

ـــــــ تحریر ـــــــ

ابو میثم

ـــــــ ترجمہ ـــــــ

ابو فرجام

المولـــف : الشيخ ابو ميثم

التاريـــخ : ١٤٠٦ هـ ٠ ق

الاصـدار : المجلس الاعلى للثورة الاسلامية في العراق

عدد النسخ : ٥٠٠٠ نسخــــــة



آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی

رہبر انقلاب اسلامی آقائے خمینی مدظلہ العالی کا فرمان:

"عراق کے باشندوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ مصائب و آلام
صرف آقائے حکیم رح کے باوقار خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں
ہیں بلکہ درحقیقت دین اسلام کے مصائب ہیں۔"



آیت اللہ محمد باقر الصدر

شہید راہِ حق حضرت آیت ... آقائے سید محمد باقر الصدرؒ کا ارشادِ گرامی:

"عراق میں زندگی گزارنے والے ہر مسلمان اور عراق سے باہر زندگی گزارنے والے ہر عراقی انسان پر فرض ہے کہ عراق میں بسنے والوں کو ظالموں اور جابروں کے شکنجے سے چھڑانے کے لیے جو کچھ ممکن ہو کریں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں انہیں اپنی جان کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔"

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل ﴾

ـ صدق الله العلي العظيم ـ

بسم الله الرحمن الرحيم

مُقدمہ

حضرت آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان پر ڈھائے جانیوالے مصائب درحقیقت پوری قوم وملّت کے مصائب ہیں اور یہ مظلومیت کی ایک منفرد داستان ہے اور یہ جہاں ایک عظیم الشان خاندان پر واقع ہونے والی مصیبتوں کی داستان ہے، وہاں تحریک بیداری کا ایک نشان بھی ہے۔

یہ واقعات اگرچہ حضرت آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے ساتھ پیش آئے لیکن اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو یہ کسی ایک مخصوص خاندان کی عداوت کی علامت نہیں ہیں بلکہ حکمرانوں کی اسلام دشمنی کا کھلا ثبوت ہیں، کیونکہ حضرت آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کا خاندان جو اولادِ رسولؐ ہے، اس نے یہ تمام مصائب محض دین کی خاطر برداشت کیے اور اس خاندان پر ہونے والے مظالم سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج کل عراقی عوام کن مصائب وآلام سے دوچار ہیں اور ان پہ جو حکومت مسلط ہے اس کے ارادے کس قدر ناپاک ہیں۔

اگرچہ ہم اس کتاب میں اس خاندان کے شہیدوں کے مختصر حالات پیش کر رہے ہیں لیکن قارئین کرام کو اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ حکمرانوں کی روش کس قدر ظالمانہ ہے اور وہ اپنے سنگدلانہ اور وحشیانہ جرائم میں معمولی سے معمولی انسانی اور اخلاقی قدروں کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے ہیں اور ہمارے دین اسلام کی طرف سے ان کے دلوں میں جو دیرینہ عداوت ہے اور بزرگان دین کے خلاف ان کے قلوب کے اندر جو بغض اور عناد ہے اس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے اندوہناک جرائم سے اپنے ہاتھوں کو خون آلود کرتے رہتے ہیں اور اس طرح یکے بعد دیگرے ایک جرم کے بعد دوسرا سنگین جرم، اور ایک قتل و غارتگری کے بعد دوسری قتل و غارتگری کے مرتکب ہوتے ہیں کہ ان کی درندگی کے آثار ملک کے طول و عرض میں ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں اور ہزاروں قسم کے مصائب و آلام نے پوری قوم کو ایک مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ قوم بنا کر رکھ دیا ہے۔

اور اگرچہ ہم اس کتاب کے اندر صرف انہی واقعات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اس عظیم المرتبت خاندان کے ساتھ پیش آئے لیکن درحقیقت یہ صدامی حکمرانوں کے ہاتھوں عراق کے مسلمانوں کی مظلومیت کی داستان ہے جس کی تفصیلات پکار پکار کر یہ اعلان کر رہی ہیں کہ موجودہ حکومت ایک جابرانہ اور خونخوار حکومت ہے جس نے ملک کے اندر ایسا خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے جو انسان

کے شعور و احساسات تک اثر انداز ہو چکا ہے اور اس کے فکر و خیال کو ہیبت و دہشت سے یخ بستہ اور پوری قوم کو حواس باختہ کر دینے والا ہے۔

اس کتاب کو پیش کرنے کی غرض یہ ہے کہ صدام کے وحشیانہ نظام کا مسخ شدہ چہرہ اور اس کے حقیقی خدو خال لوگوں کے سامنے آجائیں اور اس قوم و ملت کی روداد حیات واضح ہو جائے جو بدترین مظالم اور سخت ترین حالات کا شکار ہے۔

۱۶ رجب ۱۴۰۵ھ

پہلا باب

○ جرائم کی حیثیت و تفصیلات ○ واقعات و فصول

○ چھ شہیدوں کی تدفین ○ شہیدوں کا نیا قافلہ

○ ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہتر ہے۔

●

کچھ لوگوں کے لیے شاید یہ تصور کرنا بہت دشوار ہوگا کہ موجودہ عراقی جرائم کی کڑیاں اس صدی کے ابتدائی حصے سے مربوط ہیں، خاص طور پر اس صدی کے آغاز میں وہ زمانہ جب عراق پر برطانوی سامراج کی حکومت تھی۔ اس وقت علماء و مراجع دین اور مجاہدین اسلام کی قیادت میں عراق کی غیور قوم نے سامراجی گماشتوں کے چھکّے چھڑا کر رکھ دیے تھے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آج اسی کا انتقام لیا جارہا ہے، اس لیے اگرچہ کچھ لوگوں کے نزدیک اس بات کا تصور کرنا دشوار ہوگا، لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

اور اس وقت عراق کی غیرت دار قوم نے سامراجیوں کا جو مقابلہ کیا، اس نے اسلامی قومیت اور استعماری طاقت کے مزاج و کردار کو بالکل نمایاں کر دیا اور یہ بات واضح ہو گئی کہ بزرگان دین ہی درحقیقت تمام سامراجی منصوبوں کے مقابلے میں سد سکندری کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اور یہ بات ہم "علم غیب" کے طور پر نہیں کہہ رہے ہیں، بلکہ یہ حقیقت اتنی آشکار تھی کہ سامراجی طاقتیں اور ان کے گماشتے اسے چھپا ہی نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے خود بھی اس کا اعتراف کر لیا ہے اور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء تک کے واقعات اسکا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔

کیونکہ اس عرصے میں جو واقعات پیش آئے وہ بزرگان دین کی خدمات کا ایسا واضح ثبوت ہیں کہ کوئی بھی شخص ان کا انکار نہیں کر سکتا، اور کوئی شخص بزرگان دین سے چاہے کتنا ہی تعصب اور عناد رکھتا ہو وہ حضرت آقائے میرزا شیرازی، آقائے سید یزدی، آقائے سید محمد سعید حبوبی، آقائے سید محسن حکیم، آقائے سید مہدی حیدری اور دیگر علماء و مجتہدین کی انقلابی خدمات پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ استعماری طاقتوں کے دل میں شروع ہی سے بزرگان دین کے خلاف کینہ و عناد پیدا ہو گیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آقائے سید محسن حکیمؒ کی ذات بابرکات کو استعماری قوتوں نے

خاص طور پر نشانہ بنایا کیونکہ آپ عالم اسلام کے مسلم الثبوت مرجع تقلید بھی تھے اور ۱۹۱۴ء تا ۱۹۲۰ء کی انقلابی تحریک میں بنفس نفیس شرکت بھی فرما چکے تھے۔

اور جب اس کے بعد سامراجی طاقتوں نے مسلم ممالک میں قدم جمانا اور اسلامی ثروت کو لوٹنا کھسوٹنا شروع کیا تو آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ نے پورے عالم اسلام، خاص طور پر ایران، عراق، لبنان اور پاکستان کے علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کو مغرب کی ثقافتی یلغار سے بچانے کے لیے موثر اقدامات کیے اور ایسی اصلاحات نافذ کیں جن سے مسلمانوں کے اندر فکری بیداری پیدا ہو اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے موثر اقدامات کر سکیں۔

اور پھر جب ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کے درمیان حضرت آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ پورے عالم اسلام کے تمام شیعہ سنی مسلمانوں کے مسلم الثبوت رہنما کی حیثیت سے تسلیم کیے گئے تو ہر جگہ کے مومنین آپ کی تقلید کرنے لگے اور سامراجی طاقتیں عراق، ایران، مصر، فلسطین، لبنان اور دیگر مسلم ممالک میں جو سازشیں کر رہی تھیں، ان کے خلاف آپ ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہو گئے تو پھر لازمی طور پر دشمنوں کی آنکھوں میں آپ کا وجود کھٹکنے لگا اور انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے تمام منصوبوں میں آپ کی ذات کو ہدف اصلی قرار دے لیا۔

اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اس کے بعد عراق میں مختلف قسم کی حکومتیں

قائم ہوتی رہیں، کبھی بادشاہت، کبھی نام نہاد جمہوریت۔ پھر بعث پارٹی اور عارف گروپ کی حکومت اور آخر میں بعثی کے نام سے ایک فاشسٹ حکومت۔ یہ تمام نظام ہائے حکومت آپس میں سخت تضاد و عناد کا شکار تھے، لیکن آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ سے دشمنی میں سب مشترک نظر آتے ہیں۔

عراق کی سرزمین پر نظام حکومت مسلسل تبدیل ہوتا رہا اور مختلف حکومتیں قائم ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۸ء کی منحوس تاریخ وہ تھی جب عراق کے لوگوں کی گردنوں پر موجودہ درندہ صفت حکمرانوں نے تسلط حاصل کر لیا۔ جس کے بعد استعماری طاقتیں کھل کر بزرگان دین کے مدمقابل آگئیں اور بدترین محاذ آرائی کا دور شروع کر دیا اور یوں تو ۱۹۶۸ء ہی میں بغداد، نجف اشرف اور بصرہ میں ایسے واقعات پیش آئے تھے جن سے بخوبی اندازہ ہوتا تھا کہ حکومت دین اور مذہب کے خلاف کس انداز کی سازشیں تیار کر رہی ہے اور آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کی مرجعیت کی وجہ سے جو اسلامی بیداری پائی جا رہی ہے اور ان کا جو اثر و نفوذ پورے ملک میں ہے، اس سے حکمرانوں کو کس قدر عناد ہے۔

لیکن بعثی حکومت کے قیام کے بعد تو یہ بغض و عناد بالکل ہی بے نقاب ہو گیا۔ اب ایک طرف آقائے محسن حکیمؒ کی قیادت میں

بزرگان دین اسلامی اقدار کے تحفظ میں مصروف تھے اور دوسری طرف کمیونسٹ طاقتیں بعثی حکومت کے پرچم تلے دینی و مذہبی اقدار کا قلع قمع کرنے پر کمربستہ تھیں جس کے نتیجے میں سنہ ۱۹۶۹ء اور سنہ ۱۹۷۰ء کے درمیان انتہائی اندوہناک واقعات پیش آئے اور خاندان آقائے محسن حکیمؒ پر ایسی قیامت گزری کہ سارے عالم اسلام کا دل ہل گیا۔

اور اگرچہ ان اندوہناک واقعات کے بعد آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ صرف تھوڑے ہی دنوں زندہ رہے، لیکن سنہ ۱۹۷۰ء میں آپ کی اچانک رحلت، عراق کے عوام کے مزید غیظ و غضب اور بعثی حکومت کی ذلت اور رسوائی کا سبب بن گئی۔ جس کی وجہ سے سامراجی گماشتوں کے دل میں بغض و عناد کی آگ بھڑک اٹھی جس کا بنیادی سبب اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اس حکومت کو اسلام اور مسلمانوں سے شدید عداوت ہے۔ جس کا مظاہرہ اس بے دین حکومت کے تمام حرکات و سکنات سے ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے ستمگر مسلط ہوتے ہیں عراق کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ دینی اقدار پامال ہو رہی ہیں۔ اسلامی شعائر پر پابندیاں عائد ہیں۔ حتیٰ کہ دینی فرائض کی ادائیگی بھی ایسا "سنگین جرم" ہے جس پر سخت ترین مواخذہ کیا جاتا ہے ——
عراق میں گرجا گھروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن مساجد کی تعداد میں حیرت انگیز حد تک کمی نظر آ گئی ہے اور ان علماء و مجاہدین اور دیندار و خداپرست نوجوانوں کی فہرست تو بہت ہی طولانی ہے

جنہیں صرف اسی بنا پر قتل و غارت کیا گیا اور پھانسی پر لٹکا دیا گیا کہ وہ خدائے واحد پر یقین رکھتے تھے اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارتے تھے اور ایسے نوجوانوں کی تعداد تو کئی لاکھ ہے جنہیں صرف اس "جرم" میں جیل خانوں میں ڈال دیا گیا ہے کہ وہ کمیونسٹ بننے پر تیار نہیں ہیں۔

اسی کے ساتھ موجودہ حکومت اپنے تمام ذرائع ابلاغ کو اسلامی اقدار کا مسخ کرنے اور شرعی احکام کا مذاق اڑانے کے لیے پوری مستعدی کے ساتھ استعمال کر رہی ہے، دین اسلام کی بنیادوں کو ہلا رہی ہے اور لوگوں کے ذہن و دماغ کو اسلام کی عداوت پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

اور بعثی حکمرانوں نے صرف انہی مظالم پر اکتفا کرنا کافی نہیں سمجھا بلکہ اپنے جرائم کی فہرست میں ایک انتہائی سنگین جرم کا اضافہ کرنے کے لیے عالم اسلام کے عظیم المرتبت عالم، فیلسوف شرق، مجاہد، عظیم الشان، مرجع دینی حضرت آیت اللہ سید محمد باقر الصدر اور ان کی جلیل القدر ہمشیرہ جناب آمنہ بنت الہدیٰ کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کر لیا۔

اور ایسا نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمانوں اور بزرگان دین و مذہب پر مظالم ہوتے رہے ہوں اور عراق کے غیرت دار اہل ایمان خاموش رہیں اور کوئی صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی ہو بلکہ اہل ایمان کا ایک گروہ ابتداء

ہی سے بعثی حکومت کے ظالمانہ اقدامات کا مقابلہ کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۷ رجب ۱۳۹۹ھ کو اہل ایمان کی تحریک نے نہایت اہم رخ اپنایا اور حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر الشہید کے فرمان کے مطابق جذبۂ شہادت سے سرشار عراقی باشندوں نے بعثی درندگی کے خاتمہ اور اسلامی انقلاب کی شمع روشن کرنے کے لیے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا جس کے بعد عراق کی سرزمین پہ فرزندان اسلام نے اپنے خون سے فکر اور جرأت اور استقامت کی ان گنت داستانیں رقم کیں۔

اور اگرچہ بعثیوں کو یہ امید تھی کہ قائد انقلاب حضرت آقائے باقر الصدر کی شہادت کے بعد اسلامی انقلاب کی تحریک پر پہرہ بٹھایا جاسکے گا اور لوگوں کو باطل کے خلاف آواز بلند کرنے سے روکا جاسکے گا..... لیکن نتیجہ برعکس نکلا، کیونکہ شہید راہِ حق حضرت آقائے باقر الصدرؒ کا خون ناحق رنگ لایا اور انقلاب کی شمع بن کر لوگوں کے دلوں کو منور کرنے لگا جیسا کہ آقائے باقر الصدر الشہیدؒ کو اس بات کی پوری امید تھی۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

اس قوم کی بیداری کے لیے حضرت سید الشہداءؑ کی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی اور اب چونکہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا تنہا خون اس بیداری کے لیے محرک ثابت ہو سکے اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم سب لوگ اپنا اپنا خون اس راہ میں شامل کریں تاکہ سب مل کر انقلاب

کی شمع کو روشن کرسکیں۔

انقلاب کے دھارے بہتے رہے اور امت کے صاحبان مجد و کرامت تاریخ کے صفحات پر اپنی فداکاریوں کے انمٹ نقوش ثبت کرتے رہے۔ ان نقوش میں ایک نہایت واضح اور درخشندہ نقش شہید راہ حق آقائے سید محمد باقر الصدر علیہ الرحمہ کی عظمت وجلالت کا ہے اور ان سے قبل مرجع دینی اعلیٰ حضرت آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ نے دین کی راہ میں عظیم قربانی پیش کی۔

ادھر حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر علیہ الرحمہ کی شہادت کے بعد بھی ایثار و قربانی کا سلسلہ برابر جاری ہے اور بعثی حکومت کے خلاف اہل ایمان کی جدو جہد مسلسل آگے بڑھتی رہی اور حضرت آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے فرزند جلیل القدر حضرت آقائے سید محمد باقر الحکیم جو حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر الشہید کے شاگرد رشید اور قوت بازو ہیں۔ ان کی رہنمائی میں یہ تحریک پروان چڑھ رہی ہے اور موصوف بعثی حکومت کے ابتدائی دور ہی سے مسلسل مصائب و آلام بھی برداشت کرتے رہے ہیں متعدد بار گرفتار کیے گئے اور جیل خانوں میں بدترین قسم کے مظالم برداشت کیے اور اگرچہ اس دوران آپ پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا گیا اور ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرکے آپ کو انقلابی اقدامات سے روکنے کی کوشش کی گئی لیکن ظالم حکمرانوں کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا اور آپ کو ظالمانہ نظام کے خلاف احتجاج سے نہ روک سکا۔

اور آپ کے اسی مجاہدانہ کردار اور داخلی حالات کے تقاضوں کے پیش نظر حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر علیہ الرحمہ نے اپنی شہادت سے قبل ہی آپ کو ملک سے باہر جا کر مذہبی ذمہ داریاں پوری کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے ملک سے باہر پہنچتے ہی یہ اعلان کیا کہ بعثی فاشسٹ حکومت کے خلاف تحریک جاری رہے گی۔

اس اعلان نے بعثی حکومت کے اندر غیض وغضب کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا اور اس نے آقائے محسن حکیمؒ کے پورے خاندان کے خلاف انتہائی وحشیانہ طریقے سے انتقامی کارروائیاں شروع کردیں۔

ہولناک جرائم

اپریل سنہ ۱۹۸۰ء میں آقائے سید محمد باقر الصدر اور ان کی جلیل القدر ہمشیرہ کے المناک واقعۂ شہادت کے بعد اسی سال کے آخر میں حضرت آقائے سید محمد باقر الحکیم کو وارننگ دینے کے انداز میں انتہائی بے باکی کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی حجۃ الاسلام آقائے سید علاء الدین الحکیم کو گرفتار کر لیا گیا اور اگرچہ موصوف کو اس سے قبل بھی متعدد بار گرفتار کر کے پریشان کیا جا چکا تھا اور بار بار کی گرفتاری کے باوجود انقلاب اسلامی کے سلسلہ میں آپ کی سرگرمیاں بالکل واضح

تھیں، لیکن جب حضرت آقائے سید محمد باقر الحکیم نے ملک سے باہر جانے کے بعد اعلان کیا کہ وہ تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہیں گے اور اس کے چند ہفتے کے بعد ہی ان کے برادرِ حقیقی کو نہایت وحشیانہ طریقہ سے گرفتار کر لیا گیا تو یہ بات بالکل واضح تھی کہ اگر آقائے سید محمد باقر الحکیم نے اپنی سرگرمی جاری رکھی تو آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے پورے خاندان کو اندوہناک مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لیکن ایسا تو ہر تحریک کے خلاف انتقامی طور پر کیا جاتا ہے اور صدام فاشسٹ اور بے رحم حکومت تو اس سلسلہ میں انتہائی شہرت رکھتی ہے کہ اس نے آزادیٔ فکر کی آواز بلند کرنے والوں پر انتہائی ہولناک مظالم ڈھائے ہیں اور جیسے جیسے ہماری غیرت مند قوم کے انقلابی اقدامات نمایاں ہوتے گئے ویسے ویسے صدامی درندوں کی بے باکی اور سفاکی بھی بڑھتی گئی جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ عراق کی موجودہ حکومت اس تحریک کو روکنے سے روز بروز عاجز ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے ایک سے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔

اور بعثی حکومت کی پریشانی اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب عراق کے حریت پسند مجاہدین نے "حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر الشہید" کے نام پر بغداد میں ایک نہایت اہم اور بڑا انقلابی اقدام کیا جس کے دوران ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۸۳ء مطابق ۷ رجب سنہ ۱۴۰۳ھ کو عراق کی

بری فوج کے ہیڈ کوارٹرز اور بغداد میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے مرکزی دفاتر تباہی کا شکار ہوئے اور اس اقدام نے بعثی نظام حکومت کو سنگدر سیاسی، فوجی، اشاعتی اور امن و امان کے مسائل سے دوچار کیا کہ حکومت بوکھلا کر رہ گئی اور اس کی یہ بوکھلاہٹ اتنی بڑھی کہ وہ آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے معزز اور تاریخی خاندان کے خلاف انتہائی گھناؤنے اور مجنونانہ اقدامات پر اتر آئی۔ اس نے عراقی مجاہدین کے ان اقدامات کو آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کی طرف منسوب کیا اور اس واقعہ کے دس روز کے اندر اس عظیم خاندان کے خلاف انتہائی غیر انسانی سلوک کا آغاز کر دیا گیا۔ چنانچہ صدام کی دعوت پر جو پہلی پیپلز کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں شرکت سے انکار کرنے پر ۱۸ رجب ۱۴۰۳ھ کو آقائے محسن حکیم کے جلیل القدر فرزند جناب حجۃ الاسلام محمد حسین الحکیم کو گرفتار کر لیا گیا اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیے گئے۔ اسی دوران اس خاندان کے تمام مردوں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے چند روز بعد ہی اس ظالم حکومت نے ایک نہایت ظالمانہ اور غیر انسانی قدم اٹھایا کہ ۲۵ رجب کو جب عراق کے تمام شہروں میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کے سلسلہ میں مجالس عزا منعقد ہو رہی تھیں اور لوگ ماتم اور سینہ زنی میں مصروف تھے، نجف اشرف جیسی مقدس سرزمین کا انتہائی خوفناک قسم کا فوجی محاصرہ کر کے اس خاندان کے باقی ماندہ تمام افراد اور عورتوں اور بچوں کو انتہائی وحشیانہ طریقے سے قیدی بنا لیا گیا۔

دار و رسن کی اس داستان میں اس معزز خاندان کے "نوے" افراد گرفتار ہوئے جن میں پندرہ سال کے لڑکے بھی تھے اور پچھتر سال کے بوڑھے بھی۔ جبکہ ان ۹۰ اشخاص میں تقریبا ۵۰ افراد ایسے بھی تھے جو نجف اشرف کی عظیم الشان علمی درسگاہ کے اساتذہ، تلامذہ اور صاحبان علم و فضل شامل تھے۔

اور جیسا کہ بعض حکمرانوں کی عادت رہی ہے کسی قسم کی قانونی حدود کا لحاظ نہیں کیا گیا اور نہ ان قیدیوں کو یہ بتایا گیا کہ انہیں کس جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے جبکہ یہ بات بھی سب ہی کو معلوم ہے کہ ان گرفتار شدگان میں سے بیشتر حضرات وہ ہیں جو کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں کبھی شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی سیاسی امور میں دلچسپی لیتے تھے۔

گرفتاری کے بعد جیل کے اندر ان گرفتار شدگان کو انتہائی اندوہناک اور وحشیانہ مظالم کا سامنا کرنا پڑا اور ظالم حکمرانوں نے اس سلسلہ میں نہ کسی سن رسیدہ بوڑھے کو چھوڑا نہ کسی کمسن بچے پر رحم کھایا۔ نہ ان اہل علم اور فضل کی علمی حیثیت ہی کا کوئی احترام کیا جبکہ ان گرفتار شدگان میں بیشتر حضرات عالم اسلام کے لائق احترام صاحبان علم تھے اور نہ اس خاندان کی گرفتاری کے وقت فرزندان اسلام کی اہانت اور ایذا رسانی کا کوئی پہلو باقی رکھا۔ جبکہ سب ہی جانتے ہیں اور خود بعض حکمران اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کا خاندان نہ صرف عراق میں بلکہ پورے عالم اسلام میں کس قدر عزت و احترام کا مالک ہے

افسوس بعثی حکمرانوں نے کسی بات کا لحاظ نہیں کیا جس سے ان کی درندگی اور وحشیانہ پن اور نمایاں ہو گیا۔

اس کے بعد، شعبان ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۰ رمئی ۱۹۸۳ء کو بعثی حکمرانوں نے حضرت آقائے سید سعید الحکیم کے ۵۷ سالہ فرزند آیت اللہ محمد حسین الحکیم کو گرفتار کر کے جیل کے اندر ان کے کانوں میں اچھی طرح روئی بھرنے کے بعد ان کے بھتیجوں اور بھتیجوں کے بیٹوں یعنی حضرت آقائے محسن حکیم کے ۳ بیٹوں اور ۳ پوتوں ـــ کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر آقائے سید محمد حسین الحکیم کے سامنے لایا گیا اور ان ۶ اشخاص کو بلا جرم اور خطا حضرت آقائے سید محمد حسین الحکیم کی نظروں کے سامنے انتہائی وحشت و درندگی کے ساتھ قتل کر کے خاک و خوں میں غلطاں کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جن ۶ اشخاص کو بعثی درندوں نے انتہائی بربریت وحیوانیت کے ساتھ شہید کر دیا وہ معمولی اشخاص نہیں تھے بلکہ وہ عالم اسلام کے نہایت ممتاز اہل علم وفضل تھے۔ جن میں ۳ حضرات آقائے محسن حکیم کے بیٹے اور ۳ ان کے پوتے تھے۔

بیٹوں میں:

۱۔ حضرت آیت اللہ سید عبد الصاحب الحکیم۔

۲۔ حضرت حجۃ الاسلام سید علاءالدین الحکیم۔

۳۔ حضرت حجۃ الاسلام سید محمد حسین الحکیم۔

اور پوتوں میں :

۱۔ حضرت حجۃ الاسلام سید کمال ابن آیت اللہ سید یوسف الحکیم۔

۲۔ حضرت حجۃ الاسلام سید وہاب ابن آیت اللہ سید یوسف الحکیم۔

۳۔ حضرت الاستاذ سید احمد ابن حجۃ الاسلام سید رضا الحکیم

آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم فرماتے ہیں کہ جب علاءالدین کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے لایا گیا تو عرصہ دراز تک جیل خانے میں اذیت برداشت کرنے کی وجہ سے جوانی ہی میں ان کی کمر جھک چکی تھی۔

ان چھ مظلوموں کی المناک شہادت کے بعد حضرت آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم کو باہر نکالا گیا اور آقائے سید محمد باقر الحکیم کے نام ایک خط دیا گیا کہ اگر عراق کے انقلابی مجاہدین نے بغداد میں پھر کوئی قدم اٹھایا اور آقائے سید محمد باقر الحکیم نے ان انقلابیوں کی پشت پناہی ترک نہ کی تو ان کے خاندان کے مزید دس اشخاص کو اسی طرح سے شہید کر دیا جائے گا۔

اور جب حضرت آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم نے بعثی حکمرانوں کے مطالبات پورے کرنے سے انکار کیا تو انھیں زبردستی ملک سے نکال دیا گیا اور ترکی کی طرف جلاوطن کر دیا گیا ـــــ اور آپ کے جانے سے پہلے آپ کے ان بچوں کو جو جیل میں زندگی گزار رہے تھے آپ کے سامنے لایا گیا اور موصوف کو دھمکی دی گئی کہ اگر آپ نے ہمارا پیغام آقائے سید محمد باقر الحکیم تک نہیں پہنچایا یا انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا تو ہم سب سے پہلے آپ کے بچوں ہی کو قتل کر دیں گے، اور ظلم و ستم کی یہ داستان یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ ظالموں نے جرم کی سنگینی کو اور بھی شدید بنانے کے لیے ان ٦ شہدائے راہ حق کی تدفین کے سلسلہ میں بھی انتہائی غیر انسانی اور مجرمانہ طریقہ کار اختیار کیا جس کی تفصیل ہم اگلے صفحات پر درج کر رہے ہیں۔

٦ شہیدوں کی تدفین

اولادِ رسولؐ میں سے ان ٦ صاحبان علم و فضل کو شہید کرنے کے بعد بعثی ظالموں کا ایک ٹولہ ان جنازوں کے ساتھ آقائے سید محسن حکیمؒ کے فرزند حجۃ الاسلام سید محمد رضا الحکیم اور حضرت آیت اللہ سید محمد تقی الحکیم کو لے کر شب کی تاریکی میں نجف اشرف سے متصل صحرا کی طرف اس طرح

چلاکہ دونوں بزرگوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود راستے کو پیچ در پیچ بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی اور اس کثرت سے جنازوں کے قافلے کو بار بار موڑا گیا کہ آقائے سید محمد رضا الحکیم اور آقائے سید محمد تقی الحکیم کے ذہن میں راستے کی دھندلی سی تصویر بھی قائم نہ ہو سکے اور آئندہ کبھی ان شہیدوں کی قبروں تک نہ پہنچ سکیں۔

کافی دیر تک اسی طرح سفر جاری رکھنے کے بعد ایک جگہ ان لوگوں کو ٹھیرایا گیا۔ ایک جنازہ کو زمین پر اتارا گیا اور شب کی انتہائی تاریکی میں آقائے سید محمد رضا الحکیم سے کہا گیا کہ وہ جنازہ پر نماز پڑھیں اور دفن کر دیں۔

جب ایک جنازے پر نماز پڑھ کر اسے دفن کر دیا گیا تو ان دونوں حضرات آقائے سید محمد رضا الحکیم اور آقائے سید محمد تقی الحکیم کو دوبارہ سواریوں پر بٹھایا گیا اور پھر انتہائی پُرپیچ راستوں سے گزر کر ایک اور جگہ رات کی تاریکی میں ٹھیرایا گیا اور دوسرے جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن کرنے کو کہا گیا۔

جب دوسرا جنازہ بھی دفن کر دیا گیا تو ان حضرات کو پھر سواریوں پر بٹھایا گیا اور انتہائی پیچیدہ راستوں کو طے کرانے کے بعد ایک اور جگہ اتارا گیا اور تیسرے جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن کرنے کو کہا گیا۔۔۔۔

اسی طرح ۶ بار ان لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر پیچیدہ

راستوں پر گھمایا گیا اور ۶ مرحلوں میں ۶ شہداء کے جنازے دفن کرنے کا موقع دیا گیا اور ہر دفعہ ایسا دشوار گزار اور پُر پیچ راستا، رات کی تاریکی میں اختیار کیا گیا کہ دوبارہ کوئی بھی شخص ان قبروں میں سے کسی قبر پہ نہ پہنچ سکے اور اس دوران خاندان کے ان دونوں بزرگوں کی آنکھوں پر مسلسل پٹی باندھی رکھی گئی جو جنازے کے ساتھ لے جائے گئے تھے اور ان کو خوف زدہ اور ہراساں کرنے کے جس قدر وحشیانہ طریقے ہو سکتے تھے سب اپنائے گئے۔

ان دونوں بزرگوں کو اپنے شہیدوں کے شہید ہونے کی اطلاع بھی اس وقت دی گئی جب قبرستان میں ان کے جنازے اتارا تار کر یکے بعد دیگرے ان پہ نماز جنازہ پڑھنے اور دفن کرنے کو کہا گیا جبکہ ان دفن ہونے والوں میں آقائے سید محمد رضا الحکیم کے تین حقیقی بھائی ایک سگا بڑا بیٹا اور دو حقیقی بھتیجے تھے یعنی آیت اللہ سید یوسف الحکیم کے دو فرزند۔

ذلّت کی زندگی سے عزّت کی موت بہتر ہے

آقائے سید محمد باقر الحکیم کو جیسے ہی اس المناک سانحہ کی اطلاع ملی، آپ نے لوگوں کو اس کی تفصیلات سے باخبر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے موقف سے بھی آگاہ کر دیا۔ آپ اور آپ کے جرأت مند ساتھیوں

نے واشگاف طور سے اعلان کیا کہ حالات چاہے کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو جائیں ہم لوگ ذلت و رسوائی کی راہ اختیار کر کے خاموش نہیں بیٹھیں گے بلکہ عزت و کرامت کے ساتھ اپنے موقف پہ ڈٹے رہیں گے۔ چنانچہ طہران میں نماز جمعہ کے موقع پر مومنین سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

اے برادران ایمانی! ہم جو اس ظالم و جابر حکومت سے محاذ آرائی کر رہے ہیں یہ کسی شخص، غرض حکومت کے حصول یا اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے نہیں ہے۔ نہ اس سے کوئی اور دنیاوی مفاد وابستہ ہے، بلکہ ہم ایک شرعی ذمہ داری سمجھ کر اس حکومت کا مقابلہ کر رہے ہیں اور یہ شرعی ذمہ داری ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم تمام طاغوتی قوتوں، ظالموں، فاسقوں، کافروں اور بے دینوں سے مسلسل جہاد کرتے رہیں۔ جیسا کہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس شرعی ذمہ داری کے بارے میں اپنی مشہور و معروف وصیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"میں کسی دنیاوی حرص و طمع، فتنہ انگیزی یا ظلم پروری کے لیے نہیں نکلا ہوں۔ بلکہ میں نے اپنا نانا رسول خدا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے حالات کی اصلاح کے لیے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اچھائی کا حکم دوں، برائی سے روکوں اور اپنے نانا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

سیرت طیبہ کے مطابق زندگی گزاریں۔"

یہ وہ حقیقت امر ہے جو جہاد مسلسل کی طرف دعوت دیتی ہے۔ اس لیے ہمارا جہاد بھی مسلسل جاری رہے گا اور ہم ہر قسم کے دنیاوی اغراض و مفادات اور ہر طرح کے نفع و نقصان سے بے نیاز رہ کر اپنی شرعی ذمہ داری کو انجام دیتے رہیں گے۔

چنانچہ اس موقف کے مطابق تحریک جاری ہے۔ حضرت آقائے سید محمد باقر الحکیم نے ظالم حکمرانوں کے خلاف پورے استقلال کے ساتھ اپنے انقلابی اقدامات کو برقرار رکھا اور بعثی حکومت کی کوئی وارننگ نہ آپ پر اثر انداز ہو سکی نہ آپ کے اقدامات میں کمی کر سکی۔ چنانچہ اس کے بعد ان انقلابی اقدامات میں اور شدت پیدا ہو گئی اور عراقی مجاہدین نے اپنی کارروائیوں کو اور تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک ایسے زمانے میں جب بعثی حکومت اپنے آپ کو عروج پر سمجھ رہی تھی اور اس کے کارندے یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ انہیں کوئی گزند پہنچا سکتا ہے۔ ۲۵ فروری ۱۹۸۵ء کو بغداد کے محلہ تاجی میں گیس کے ایک بہت بڑے ذخیرہ اور اس سے متعلقہ کارخانے کو مجاہدین نے تباہ و برباد کر دیا جبکہ یہ وہ کارخانہ ہے جو عراقی گیس کے ذخائر کے اعتبار سے سب سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ دس روز تک اس کارخانے سے آگ کے شعلے بلند ہوتے رہے اور حکومت کو زبردست

اقتصادی نقصان برداشت کرنا پڑا۔"

شہیدان راہِ حق کا نیا قافلہ

مجاہدین کے جرأت مندانہ اقدامات سے بوکھلا کر بعثی حکومت جو نہ ان مجاہدین سے مقابلہ کرسکتی ہے نہ ان کی تحریک کو آگے بڑھنے سے روکنے پر قادر ہے، ایک بار پھر وحشت و بربریت اور سفاکی و درندگی کے راستے پر چل پڑی اور اس نے آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے دس "اولادِ رسولؐ" کو ۵ مارچ ۱۹۸۵ء کو نہایت بیدردی سے شہید کر دیا۔

ان شہیدانِ راہِ حق کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ آیت اللہ سید عبدالمجید الحکیم۔

۲۔ حجتہ الاسلام ڈاکٹر سید عبدالہادی فرزند آقائے سید محسن الحکیم۔

۳۔ جناب سید حسن فرزند حجتہ الاسلام ڈاکٹر سید عبدالہادی الحکیم۔

۴۔ جناب سید حسین فرزند حجتہ الاسلام ڈاکٹر سید عبدالہادی الحکیم۔

۵۔ حجتہ الاسلام سید محمد رضا فرزند آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم۔

۶۔ حجتہ الاسلام سید عبدالصاحب فرزند آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم۔

۷۔ جناب سید محمد فرزند آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم۔

۸۔ سید ضیاء الدین فرزند آقائے سید کمال الدین الحکیم (الشہید)۔
۹۔ سید بہاء الدین فرزند آقائے سید کمال الدین الحکیم (الشہید)۔
۱۰۔ سید محمد علی فرزند سید جواد الحکیم۔
انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اور اسی کے ساتھ ظالم حکمرانوں نے اس مظلوم خاندان کے پسماندگان کو یہ دھمکی بھی دی ہے کہ انقلابیوں کے ہاتھوں جو بعثی مارے گئے ہیں ان کے بدلے میں آقائے سید محسن الحکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے مزید بیس افراد کو شہید کیا جائے گا۔ دوسری طرف بعثی ستمگروں نے جلادوں نے آقائے محسن الحکیم علیہ الرحمہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی تمام خواتین کے ناموں کی فہرست بنانی شروع کر دی۔

لیکن جب طہران میں آقائے سید محمد باقر الحکیم کو اپنے خاندان کے ان شہیدوں اور بعثی حکومت کی نئی دھمکی کی خبر ملی تو آپ نے اپنی عادت کے مطابق اس دھمکی کو بھی رد کر دیا اور ۸ر مارچ کو طہران یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں منعقد ہونے والی نماز جمعہ کے اجتماع میں اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"دنیا بھر کے مسلمانوں (کو باخبر رہنا چاہیے کہ) ہم اس متبرک

مقام پر ایک بار پھر آپ سب کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے راستے پر چلتے رہیں گے اور انہی کے فرمان کو ورد زبان رکھتے ہوئے اعلان کرتے رہیں گے کہ:

"ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے"

اے مسلمانانِ عالم آپ یاد رکھیں، ہماری تحریک جاری رہے گی اور ہم اسی راستہ پر گامزن رہیں گے یہاں تک کہ بحکم خدا فتح و نصرت نصیب ہو"۔

اور بعثی حکمرانوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی کہ انتہائی درندگی کے ساتھ آقائے سید باقر الحکیم کے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور اہل خاندان کو شہید کر دیا بلکہ آپ کی تقریر کے بعد سرزمین ایران — جہاں اس وقت آپ کی رہائش ہے — وہاں کے پرامن شہریوں پر میزائیلوں کے ذریعہ سے وحشیانہ حملہ بھی شروع کر دیا جس کا ایران کے مجاہدین کو بھی جواب دینا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں طرف کے ہزاروں بے گناہ اشخاص ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جس کا اصل سبب بعثی حکمرانوں کی بربریت اور درندگی تھی۔ عراق کی عفلقی پارٹی نے ماہِ رمضان ۱۴۰۵ھ میں آیت اللہ سید محمد علی حکیم کے نواسے سید محمد حسن کو شہید کر دیا اور اس طرح شہداء کی تعداد سترہ ہوگئی۔

دوسرا باب

○ــــ جرائم کی وسعت اور سنگینی

○ــــ آخـری بات

گزشتہ صفحات پر ہم نے صدامی مجرمانہ اقدامات کی ایک اجمالی تصویر مختصر الفاظ میں پیش کی جس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ عراق کے باشندے کس قدر مصائب و آلام میں زندگی گزار رہے ہیں اور صدامی حکومت ان کے ساتھ کیسا وحشیانہ سلوک کر رہی ہے۔ کیونکہ انسانی ذہن میں ایک جابرانہ حکومت سے جس ظلم و ستم کا تصور ہوسکتا ہے، موجودہ حکومت ان سب کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ یہ وحشیانہ حکومت صرف اولاد رسول ص کا ناحق خون بہانے ہی پر اکتفا نہیں کر رہی ہے بلکہ ان کے دفن و کفن میں بھی انتہائی غیر انسانی سلوک کو روا رکھتی ہے اور ان کی قبروں تک ان کے اہلِ خاندان کو بھی پہنچنے سے روکتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کی کچھ تفصیل

چند صفحات قبل بیان کی ہے۔

اس سفاک حکومت نے نہ صرف یہ کہ اس خاندان کے تمام افراد کو ظالمانہ طریقے سے اچانک قید کر لیا بلکہ ان میں سے چیدہ چیدہ افراد کو جو اپنے وقت کے صاحبان علم وفضل اور اہل معرفت و تحقیق تھے، ایک جگہ ٹھیرایا اور خاندان کے سربراہ کے سامنے، سب کو انتہائی درندگی کے ساتھ شہید کرکے خاک و خون میں غلطاں کر دیا اور جب اس ظلم و درندگی کو دیکھتے ہوئے، وہ سربراہِ خاندان یعنی آیت اللہ سید محمد حسین الحکیم ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تو ظالم حکمرانوں نے اپنی کارروائی کو اس وقت تک ملتوی رکھا جب تک موصوف دوبارہ ہوش میں نہ آ گئے۔ تاکہ اپنے خاندان کے ان ممتاز افراد کے قتل کا منظر آخر تک دیکھتے رہیں اور پوری وحشیانہ کارروائی اُن کی نگاہوں کے سامنے ہو، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت انسانیت کی تمام حدود کو پھلانگ کر وحشت و بربریت بلکہ درندگی کی انتہا تک پہنچ چکی ہے۔

اور ان واقعات سے جہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ حکومت کس قدر ظلم و جور سے کام لے رہی ہے، وہاں ضمناً یہ بھی پتا چلتا ہے کہ صدامی حکومت اور انقلابی قوتوں میں محاذ آرائی کس قدر سخت ہے جس سے بوکھلا کر موجودہ حکمران بے گناہ انسانوں اور بے قصور علماء و فضلا کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کر رہے ہیں

حالانکہ یہ وہ حضرات تھے جو کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے، نہ ان پر کسی قسم کا الزام عائد کیا جا سکا اور نہ ان حضرات کی عملی زندگی میں کوئی موومنٹ نظر آتی ہے اور اس کے باوجود ان کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک کیا گیا جس کی مثال قرون وسطیٰ کے تاریکی کے دور میں نظر نہیں آتی — اور اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب کسی سیاسی تحریک میں حصہ نہ لینے والوں کے ساتھ ایسا سفاکانہ سلوک کیا جا رہا ہے تو وہ انقلابی قوتیں جو براہ راست حصہ لے رہی ہیں ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہوگا اور ایسی سفاک حکومت سے یہ مظلوم قوم اپنے حقوق کے کس زبان سے فریاد بلند کرتی ہوگی۔

اور جو حکومت اس قدر سفاکانہ اور ظالمانہ سلوک ان لوگوں کے ساتھ کرے جن کا صرف خاندانی تعلق آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ سے ہے جن کے ایک فرزند ملک سے باہر جا کر موجودہ حکمرانوں کے ظلم و جور کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں — وہ حکومت ان لوگوں کے خلاف کس قدر ظلم و بربریت کا مظاہرہ کر رہی ہوگی جو اس کے خلاف کسی تحریک میں حصہ لے رہے ہوں۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس ظالمانہ حکومت نے ایک ایسے وقت میں یہ اقدامات کیے ہیں جب وہ دو مخالف قوتوں سے مصالحت کی گفتگو کر رہی تھی، اور خاص طور سے جس زمانے میں ان حکمرانوں نے وہ اسلامی تحریک چلانے والوں کے لیے عام معافی کا اعلان

کیا تھا، اسی زمانے میں آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے ان دس ممتاز صاحبان علم وفضل کو شہید کر دیا جو کسی قسم کی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیتے تھے ـــــ تاکہ دنیا بھر کو معلوم ہو جائے کہ صدامی حکومت کے نزدیک معافی کے اعلان کا کیا مطلب ہے!!

ان باتوں سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ عراق کے لوگ اس وقت کیسی شدید گھٹن کی زندگی گزار رہے ہیں جس میں پورا ملک بدترین قسم کا عقوبت خانہ بنا ہوا ہے۔ اسلام کا درد رکھنے والوں پر عرصہ حیات تنگ ہے اور عراق کے ایک کروڑ چالیس لاکھ مسلمانوں پر جو لوگ حکومت کر رہے ہیں وہ خونخوار درندوں سے بھی بدتر ہیں جنہیں نہ قومی مفادات کی فکر ہے، نہ لوگوں کے عقائد ونظریات ان کے لیے قابل برداشت ہیں اور نہ وہ لوگوں کی پسند وناپسند اور اُن کے دین ومذہب کو کسی قسم کی اہمیت دیتے ہیں (بلکہ مکمل اس فکر میں ہیں کہ اسلامی عقائد وافکار کو بیخ سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔

اہد آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان پر ٹوٹنے والے مصائب کے دوران تو) یہ بات بھی آشکار ہوئی کہ موجودہ حکمرانوں کے نزدیک کسی بھی انسان کے جان کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایک بندوق کی ایک گولی کی جتنی قیمت ہو سکتی ہے اتنی قیمت بھی انسانی جان کی نہیں ہے (یعنی انسان سستا اور گولی مہنگی ہے) چنانچہ

اس کا بدترین مظاہرہ اس وقت ہوا جب ان صدامی درندوں نے شہیدوں کے خاندان سے بندوق کی ان گولیوں کی قیمت بھی وصول کی جن گولیوں کے ذریعہ ان کے عزیزوں کو شہید کیا گیا تھا (جو بدترین شقاوت کی علامت ہے)۔

انسانی عزت سے کھیلنا، لوگوں کا مال لوٹنا اور انہیں قتل و غارت کرنا عراق میں اس قدر عام ہو چکا ہے کہ حکمرانوں کی عادت ثانیہ بن چکا ہے جس کے لیے کسی قانونی، اخلاقی یا سماجی جواز کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی جاتی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کی عزت پامال کرنا انہیں تہ تیغ کرنا اور ان کے گھروں کو تاراج کرنا ہی اس حکومت کا بنیادی اصول ہے اور کسی عزت و آبرو کی حفاظت یک نادر الوجود چیز ہے جس کا مشکل ہی سے تصور کیا جاتا ہے۔

چنانچہ آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے ممتاز افراد کے قتل و غارت میں جو لاقانونیت برتی گئی وہ اس لحاظ سے زیادہ قابل تعجب نہیں ہے کیونکہ لاقانونیت ہی تو اس حکومت کا اصل مزاج ہے۔ اور جو چیز عادت اور مزاج بن جائے اس کے لیے نہ قانونی جواز درکار ہوتا ہے، نہ اخلاقی، نہ سماجی نہ انسانی اور جس طرح اس گورنمنٹ نے دیگر جرائم سے اپنے ہاتھ رنگین کیے، آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے ساتھ مذکورہ سفاکانہ اور وحشیانہ سلوک بھی اسی لاقانونیت و بربریت کی زندہ مثال ہے جس کا مقصد عراق کے مجاہدین

کی اس تحریک کو روکنا ہے جس کی قیادت اسی خاندان کے ایک ممتاز فرد کے ہاتھ میں ہے اور ان ظالم حکمرانوں نے اس خاندان کے تمام مردوں اور بچوں کو یکلخت گرفتار کر کے ان میں سے ۱۶ نہایت جلیل القدر ہستیوں کو شہید کر دیا اور یہ اقدام اس لیے تھا کہ لوگوں کو خوفزدہ کر کے وہ انقلابی تحریک روک دی جائے جو صرف عادلانہ نظام کے قیام اور ظالموں کو ظلم سے روکنے کے لیے چل رہی ہے اور اس طرح ان شہید ہونے والوں کو جن اقدامات کا ذمہ دار قرار دیا گیا ان سے یہ بالکل بری الزمہ ہیں بلکہ دوسروں کے اقدامات ان کے ذمہ ڈال دیے گئے جبکہ یہ لوگ اس قدر بے قصور تھے کہ ان میں سے کسی پر ان اقدامات کا الزام بھی عائد نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان میں اکثر تو ایسے حضرات تھے جن کا سیاست سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔

لیکن اپنی انتہائی بے گناہی کے باوجود ان حضرات کو جسمانی اور نفسیاتی طور پر سنگین ترین مصائب اور بدترین مظالم کا سامنا کرنا پڑا اور یہ کس قدر شقاوت و بربریت کی بات ہے کہ نہ کسی قسم کی تحقیق ہوئی نہ کسی کو صفائی کا موقع دیا گیا بلکہ زیادہ سے زیادہ اہانت و عداوت کا مظاہرہ کیا گیا۔

عراق کے ملکی قانون تعزیرات میں لکھا ہوا ہے کہ کسی شخص کو بھی بلا تحقیق ۴۸ گھنٹے سے زیادہ جیل میں نہیں رکھا جا سکتا اگر کسی شخص کو گرفتار بھی کیا جائے تو ۴۸ گھنٹے کے اندر لازمی طور پر اسے صفائی

پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا)۔ لیکن موجودہ حکمرانوں نے ان حضرات کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے یہ بات پوری طرح آشکار ہو گئی کہ عراق کے موجودہ حکمران عراق کے ملکی قانون کا بھی کوئی لحاظ نہیں کرتے تو پھر وہ بین الاقوامی قوانین یا دیگر انسانی و اخلاقی قدروں کا کب خیال کر سکتے ہیں۔

یہ بات بھی ملحوظ رکھنے کی ہے کہ عراق کے ملکی قانون میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کسی شخص پر حکومت کی طرف سے کوئی الزام ہو تو بھی اسے یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنی پسند کا وکیل مقرر کرے اور اپنی صفائی پیش کرے لیکن موجودہ حکمران اس بات کا بھی ہرگز کوئی لحاظ نہیں رکھتے۔

اور آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے ان ۱۶ حضرات کا اس سنگدلی سے شہید کیا جانا اس بات کی بھی واضح دلیل ہے کہ عراق کے موجودہ حکمران کسی قانون کا ظاہری پاس و لحاظ بھی نہیں کرتے اور یہ درحقیقت چند درندہ صفت وحشیوں کا گروہ ہے جو عراقی باشندوں کی گردنوں پر مسلط ہو گیا ہے جو معمولی سے معمولی انسانی قدروں کا بھی لحاظ نہیں کرتے کیونکہ ان سولہ حضرات کو جس طرح پھانسی دی گئی اس میں کسی بھی انسانی یا قانونی پہلو کا مطلق کوئی خیال نہیں کیا گیا جس کا واضح ثبوت یہ ہے:

۱۔ ان شہیدوں پر کسی قسم کا الزام نہیں تھا بس انھیں ان کے گھروں سے گرفتار کیا گیا اور جیل میں شہید کر دیا گیا۔

۲- انھیں کوئی وکیل صفائی پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

۳- ان پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔

۴- ان حضرات کی گرفتاری محض انتقامی کارروائی کے طور پر تھی کیونکہ ان کا ایک رشتہ دار تحریک میں شامل ہے۔

۵- ان حضرات کو پھانسی دینے کے ایک ماہ بعد تک گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ جب دوسرے ابلاغ ذرائع سے دنیا بھر میں ان حضرات کی شہادت کی خبر پھیل گئی تو گورنمنٹ نے صرف فارسی خبروں کے بلیٹن میں اس خبر کو تسلیم کیا۔

اور کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ جس زمانے میں ظالموں کا یہ ٹولہ اس وحشیانہ کارروائی کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی وقت یہ اعلان بھی کر رہا تھا کہ ہم جب کسی کو تختہ دار پر لٹکاتے ہیں تو اس کی فکر نہیں کرتے کہ وہ پھانسی پانے کا مستحق ہے یا نہیں اور انسانی و اخلاقی لحاظ سے پھانسی دینا صحیح ہے یا نہیں!!۔۔۔ (پھر ایسے درندہ صفت انسانوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے)۔

بعض حکمرانوں کی طرف سے ان شہیدانِ راہ حق پر کسی قسم کا کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکا۔ حتیٰ کہ عراقی وزیر خارجہ "طارق عزیز"

بھی صرف اتنا کہہ سکے کہ یہ لوگ آقائے سید محمد باقر الحکیم کے خاندان کے افراد ہیں (گویا جس طرح اموی حکام بنی ہاشم کے خاندان کے افراد کو تہ تیغ کر رہے تھے اسی طرح بعض حکام آقائے حکیم کے اہل خاندان کو قتل کر رہے ہیں)۔ چنانچہ کویت کے رسالہ الوطن بابت جولائی ۱۹۸۳ء میں عراقی وزیر خارجہ کا یہ بیان موجود ہے کہ:

"جس شخص کا بھی آقائے سید محمد باقر الحکیم سے کوئی تعلق ہوگا ہم اسے اسی طرح قتل کر دیں گے جس طرح (ان کے) ان چھ (بھائیوں اور بھتیجوں) کو قتل کر دیا!"

لیکن بغداد ریڈیو نے ۱۲-۶-۸۳ کو اپنے فارسی بلیٹن میں اسے دوسرے رخ سے پیش کیا اور زبانی احتجاج کی بدترین سزا کا اقرار کرتے ہوئے بتایا کہ "جن لوگوں کو پھانسی دی گئی وہ موجودہ حکومت کے خلاف باتیں کرتے تھے۔"

اگر عراقی حکومت کے اس دعوے کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عراق کے قانون تعزیرات کی کس شق میں یہ لکھا ہوا ہے کہ: "حکومت کے خلاف بات کرنے کی سزا پھانسی ہے۔" اور عراق کیا، دنیا کے کسی بھی ملک میں اس قسم کا وحشیانہ قانون نہیں ہو سکتا۔

اور اگر یہ بات بھی فرض کر لی جائے کہ عراق کے قانون میں یہ بات موجود ہے اور بفرض محال ان چھ حضرات نے حکومت کے

خلاف کوئی بات بھی کہی ہو تو پھر ان دس شہیدوں کو پھانسی دینے کا کیا جواز پیش کیا جائے گا جو گزشتہ ۲ سال سے زیادہ عرصے سے عراقی جیل میں زندگی گزار رہے تھے اور وہیں انھیں شہید کر دیا گیا۔ پھر انھیں موقع کہاں تھا کہ وہ لوگوں سے ملتے اور حکومت کے خلاف باتیں کرتے

پھر صدامی حکومت کے جن درندوں نے ان شہیدوں کو پستول سے وار کر کے شہید کیا وہ اپنے عمل کی کیا توجیہہ کریں گے جبکہ قانون میں واضح طور سے اس سے روکا گیا ہے؟ ــــ ان باتوں کا اس کے علاوہ اور کوئی مطلب ہی نہیں ہو سکتا کہ بعثی حکومت کن لوگوں کا خیال کرتی ہے۔ نہ انسانی اور سماجی اقدار کا اور نہ صرف یہ کہ خیال نہیں کرتی بلکہ دراصل کسی قانون یا کسی انسانی قدر کے وجود ہی کو تسلیم نہیں کرتی۔

حقیقت یہ ہے کہ صدام کے ظالمانہ نظام حکومت کی پشت پر ایک ایسا مکروہ، ہولناک اور مسخ شدہ چہرہ چھپا ہوا ہے جس کی رسوائیاں صرف انھی واقعات تک منحصر نہیں ہیں۔ بلکہ اس کی گہرائی اس لیے بھی نمایاں ہے کہ اگرچہ مذکورہ بالا سانحہ آقائے سید محسن حکیمؒ کے خاندان کے افراد کے ساتھ پیش آیا لیکن یہ درحقیقت بڑے بڑے اقدامات کا نمونہ ہے جو صدام کی ظالمانہ حکومت دین کی بنیادی اقدار اور اسلامی افکار و نظریات کے ساتھ کر رہی ہے کیونکہ یہ بات نہایت

واضح ہے۔ جیسے دوست و دشمن سب ہی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت آقائے سید محسن حکیم، علیہ الرحمہ کا خاندان سرزمین عراق پر علم اور دین کے بنیادی نشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ نجف اشرف کے علمی مرکز کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں اس خاندان نے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ اس خاندان کے بیشتر افراد اس علمی مرکز کے پروفیسر اور اساتذہ کی حیثیت سے ہر جگہ مشہور و معروف ہیں اور اس خاندان میں عظیم الشان مرجع تقلید اور رئیس شیعیان جہان حضرت آقائے سید محسن حکیم اعلی اللہ مقامہ کے علاوہ بھی نہایت جلیل القدر علماء اور مجتہدین پیدا ہوتے رہے ہیں ــــ اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بنا پر عراق کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں اس خاندان کے لیے نہایت عزت و احترام کے جذبات پائے جاتے ہیں اور اس ملک کے باشندے اس خاندان سے نہایت مخلصانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں ــــ اور اس نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو جو سختیاں بعثی حکومت نے اس معزز و مکرم خاندان پر ڈھایا وہ در حقیقت پوری قوم کے جذبات و احساسات کے لیے ایک تازیانے کی حیثیت رکھتا ہے ــــ اور پھر جب اسی کے ساتھ ہم اس تاریخی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ یہی وہ خاندان ہے جس نے اس صدی کے ابتدائی حصے میں بھی سامراجی طاقتوں کے خلاف جہاد کیا اور اس کے ہر دور میں اس کا مجاہدانہ کردار سب سے منفرد اور بےمثال رہا ــــ تو یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس وقت جو مظالم اس خاندان پر

ڈھائے جا رہے ہیں وہ درحقیقت استعماری اور سامراجی طاقتوں کے گماشتوں کی طرف سے اس خاندان کے عظیم الشان مجاہدانہ اقدامات کا انتقام ہے اور صدامی حکومت درحقیقت سامراجیوں کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے اور آقائے حکیم جیسے عظیم المرتبت خاندان پر اسقدر وحشیانہ مظالم ڈھا کر صدامی حکومت عراق کی صورت کو مسخ کرنا چاہتی ہے اور انتہائی ہولناک قسم کے خوف وہراس میں پوری قوم کو مبتلا کرنا چاہتی ہے۔

آخری بات

آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے عظیم المرتبت خاندان پر ڈھائے جانے والے مظالم کی روداد ہم نے محض داستان گوئی کے طور پر نہیں بیان کی ہے بلکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ حقائق واضح ہو جائیں اور قارئین کرام عراق کے عفلقی نظام حکومت اور وہاں چلنے والی اسلامی تحریک کے درمیان حد امتیاز قائم کر سکیں ـــــ کیونکہ آقائے محسن حکیم کے خاندان پر پڑنے والے مصائب اس خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتے بلکہ وہ عراق کی پوری مسلمان آبادی پر محیط ہیں اور پھر یہ مظالم صرف اہل عراق تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ اگر ان سامراجیوں کو موقع ملا تو پورے عالم اسلام

ہیں ظلم وجور کی یہی ستمگری نظر آئے گی ــــــ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس کے ان گنت ایسے پہلو ہیں جن کی بنا پر عالمی رائے عامہ کو اس مسئلہ پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

اسی کے ساتھ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ عراق کی درندہ صفت حکومت جس نے اس عظیم المرتبت خاندان کے سولہ صاحبان علم وفضل کو بلا جرم وخطا شہید کر دیا۔ اگر اس کے ظالمانہ اقدامات کے خلاف پر زور اور مؤثر احتجاج کر کے اس کو سفاکی اور خونریزی سے نہ روکا گیا تو یہ حکومت اس سے بھی زیادہ وحشیانہ اقدام کر کے عالم اسلام کے دلوں کو زخمی کر سکتی ہے۔

خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ موجودہ حکومت نے پہلے چھ علماء ومجتہدین کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ پھر انہیں قتل کرنے کے بعد مزید دس افراد کو پھانسی دینے کی دھمکی دی اور اب ان دس افراد کو پھانسی دینے کے بعد اس نے تمام اہل خاندان کو پھانسی دینے کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس خاندان سے تعلق رکھنے والی خواتین کی فہرست بھی تیار کی جا رہی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے ذہن میں ابھی اور بھی گھناؤنے منصوبے ہیں[1]۔

ایسی صورت میں ہم دنیا بھر کے لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ

---

[1] خداوند عالم ان منصوبوں کو ناکام بنائے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ آمین۔
(مترجم)

اس مجرمانہ اور ظالمانہ نظام حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ واضح طریقے سے ان وحشیانہ مظالم کی پر زور مذمت کریں جو بعثی حکومت عراق کے مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے کیونکہ آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کا سلسلہ بہت طولانی ہے اور یہ مظالم پوری عراقی قوم، اس کے قبائل، عشایر، مذاہب و خاندانوں اور تمام تقاضوں پر محیط ہو چکے ہیں۔

ضمیمہ (۱)

ذیل میں ہم ضمیمہ کے طور پر آقائے محسن حکیم علیہ الرحمہ کے خاندان کے بعض صاحبان علم وفضل کے اسمائے گرامی تحریر کر رہے ہیں جنہیں صدام کی ظالمانہ حکومت نے بے جرم وخطا گرفتار کر لیا۔

(ان میں سے کچھ حضرات جام شہادت نوش کر چکے ہیں اور کچھ جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں)۔

۲۶ رجب ۱۴۰۳ھ کو مندرجہ ذیل افراد گرفتار کیے گئے:

الف۔ آقائے محسن الحکیم علیہ الرحمہ کے تمام فرزندان جو عراق میں موجود تھے، یعنی:

۱۔ آیت اللہ سید یوسف الحکیم عمر ۵۷ سال صحن امیرالمومنین اور مسجد ہندی کے امام جماعت

۲۔ حجتہ الاسلام سید محمد رضا الحکیم عمر ۶۰ سال علمی مرکز نجف اشرف کی علمی شخصیت اسلامی شریعت۔

۳۔ حجتہ الاسلام ڈاکٹر عبدالھادی الحکیم عمر ۴۳ سال علمی مرکز نجف اشرف کی علمی شخصیت، اسلامی شریعت۔

۴۔ آیت اللہ سید عبدالصاحب الحکیم عمر ۴۱ سال مجتہد اور نجف اشرف

میں درس خارج کے استاد بلند مرتبہ عالم و محقق۔

۵۔ حجتہ الاسلام سید علاء الحکیم عمر ۳۹ سال علمی مرکز نجف اشرف کی صاحب علم و فضل شخصیت۔

۶۔ حجتہ الاسلام سید محمد حسین الحکیم عمر ۳۷ سال علمی مرکز نجف اشرف کے استاد۔

ب۔ آیت اللہ سید یوسف الحکیم کے تمام فرزندان:

۷۔ حجتہ الاسلام سید کمال عمر ۴۲ سال، نجفِ اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف۔

۸۔ حجتہ الاسلام سید وہاب عمر ۳۹ سال، نجف اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف۔

۹۔ حجتہ الاسلام سید امین عمر ۳۵ سال، نجف اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف۔

۱۰۔ حجتہ الاسلام سید محمد صادق عمر ۳۰ سال، نجف اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف۔

۱۱۔ جناب سید ضیا ابن سید کمال عمر ۲۲ سال، نجف اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف۔

۱۲۔ جناب سید بہا ابن سید کمال عمر ۱۹ سال، نجف اشرف کے استاد اور صاحب فضل و شرف

ج۔ آقائے سید محسن الحکیم علیہ الرحمہ کے دیگر فرزندوں کی اولاد:

۱۳۔ علامہ سید حسن ابن سید عبد الہادی عمر ۲۲ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۱۴۔ علامہ حسین ابن سید عبد الہادی عمر ۱۸ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۱۵۔ سید علی ابن سید عبد الہادی عمر ۱۵ سال۔

۱۶۔ سید احمد ابن جناب سید محمد رضا الحکیم عمر ۳۸ سال۔

۱۷۔ سید جعفر ابن جناب سید عبد الصاحب الحکیم عمر ۱۶ سال، نجف اشرف کے علمی مرکز میں طالب علم۔

۱۸۔ سید حسین ابن جناب سید علاء الحکیم عمر ۱۶ سال، نجف اشرف کے علمی مرکز میں طالب علم۔

۱۹۔ سید ہادی ابن جناب سید محمد حسین الحکیم عمر ۱۵ سال، نجف اشرف کے علمی مرکز میں طالب علم۔

۲۰۔ سید رضا ابن جناب سید کاظم الحکیم عمر ۱۵ سال، نجف اشرف کے علمی مرکز میں طالب علم۔

۲۱۔ آیت اللہ سید محمد علی الحکیم عمر ۷۵ سال، مجتہد۔ صحن امیرالمومنینؑ کے امام جماعت علمی مرکز کے استاد۔

د۔ اولاد آیت اللہ سید محمد علی الحکیم (بیٹے اور پوتے)

۲۲۔ آیت اللہ سید محمد سعید عمر ۴۶ سال، مجتہد۔ علمی مرکز نجف اشرف کے بزرگ استاد۔

۲۳۔ حجتہ الاسلام سید محمد تقی عمر ۴۳ سال' نجف اشرف کی علمی شخصیت مکتبہ الامام الحکیم کے انچارج۔

۲۴۔ حجتہ الاسلام سید عبدالرزاق عمر ۳۹ سال نجف اشرف کے علمی مرکز کے استاد۔

۲۵۔ حجتہ الاسلام سید محمد حسن عمر ۳۵ سال' نجف اشرف کے علمی مرکز کے استاد۔

۲۶۔ حجتہ الاسلام سید محمد صالح عمر ۳۱ سال' نجف اشرف کی علمی شخصیت۔

۲۷۔ جناب سید ریاض ابن سید محمد سعید عمر ۲۴ سال' علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۲۸۔ جناب سید محمد حسین ابن جناب سید محمد سعید عمر ۲۲ سال' علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۲۹۔ جناب سید علاء الدین ابن جناب سید محمد سعید عمر ۲۰ سال' علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۰۔ جناب سید عز الدین ابن جناب محمد سعید عمر ۱۸ سال' علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۱۔ جناب سید حیدر ابن جناب محمد سعید عمر ۱۷ سال' علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۲۔ جناب سید اباد ابن سید علی عمر ۲۵ سال' علمی مرکز نجف اشرف

کے طالب علم

۳۳۔ جناب سید احمد ابن سید محمد تقی عمر ۲۲ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۴۔ جناب سید عبدالہادی ابن سید محمد تقی عمر ۳۶ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے استاد۔

۳۵۔ سید جعفر ابن سید محمد تقی عمر ۲۴ سال علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۶۔ جناب سید ہاشم ابن سید محمد تقی عمر ۱۷ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۷۔ جناب سید میثم ابن سید عبدالرزاق عمر ۱۸ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۳۸۔ جناب سید نورالدین ابن سید عبدالرزاق عمر ۲۱ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۴۔ آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے نواسے۔

۳۹۔ حجۃ الاسلام سید عبدالمنعم سید عبدالکریم عمر ۳۷ سال، نجف اشرف کی علمی شخصیت۔

۴۰۔ جناب سید عبدالزہرا ابن سید عبدالکریم عمر ۴۱ سال، نجف اشرف کے علمی شخصیت۔

۴۱۔ جناب عبدالمجید ابن سید عبدالکریم عمر ۳۱ سال، نجف اشرف

کی علمی شخصیت۔

و۔ آقائے سید محسن حکیم علیہ الرحمہ کے بھتیجے۔

۴۲۔ آیت اللہ عبدالمجید ابن سید محمود الحکیم عمر ۴۸ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے بزرگ استاد۔

۴۳۔ جناب سید علی بن سید عبدالمجید ابن سید محمود الحکیم عمر ۲۲ سال،

۴۴۔ جناب سید جواد ابن سید محمود الحکیم عمر ۱۷ سال۔

۴۵۔ سید محمد علی بن سید جواد الحکیم عمر ۳۰ سال۔

ز۔ آقائے سید محمد صادق الحکیم کی اولاد۔

۴۶۔ حجۃ الاسلام سید محمد حسین عمر ۴۲ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے استاد۔

۴۷۔ حجۃ الاسلام سید محمد جعفر عمر ۳۸ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے استاد۔

۴۸۔ حجۃ الاسلام سید محمد باقر عمر ۳۲ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے استاد۔

۴۹۔ علامہ سید علی عمر ۲۰ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم

۵۰۔ سید علی بن سید محمد حسین عمر ۱۶ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۵۱۔ سید احمد ابن سید محمد جعفر عمر ۱۶ سال، علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم

۵۲۔ حجۃ الاسلام سید عبد الصاحب ابن سید عباس عمر ۳۰ سال، نجف اشرف کی ایک علمی شخصیت۔

۵۳۔ آیت اللہ سید محمد حسین ابن سید سعید الحکیم (سربراہ خاندان) عمر ۵۷ سال نجف اشرف کے عالی مرتبت استاد۔

۵۴۔ آیت اللہ سید محمد تقی ابن سید سعید الحکیم عمر ۶۳ سال کلیۃ الفقہ کے سابق پرنسپل۔ مجتہد اور عراق کے اکیڈمک سنٹر کے رکن۔

۵۵۔ الاستاذ سید علی بن سعید الحکیم۔

۵۶۔ حجۃ الاسلام سید محمد رضا ابن سید محمد حسین الحکیم عمر ۴۵ سال، علمی مرکز نجف اشرف اور کلیۃ الفقہ کے پروفیسر۔

۵۷۔ حجۃ الاسلام سید عبد الصاحب ابن سید محمد حسین الحکیم عمر ۳۵ سال، نجف اشرف کی ایک علمی شخصیت۔

۵۸۔ حجۃ الاسلام سید عز الدین ابن سید محمد حسین الحکیم عمر ۳۲ سال نجف اشرف کی ایک علمی شخصیت۔

۵۹۔ الاستاذ سید محمد ابن سید محمد حسین الحکیم عمر ۴۱ سال، نجف اشرف کی ایک علمی شخصیت۔

۶۰۔ سید جواد ابن سید محمد رضا الحکیم عمر ۲۱ سال علمی مرکز نجف اشرف کے طالب علم۔

۶۱۔ جناب سید فاضل ابن سید شاکر محمود الحکیم عمر ۴۵ سال، ملازمت پیشہ۔

۶۲۔ جناب سید ہاشم ابن سید محسن سلیمان الحکیم عمر ۴۰ سال۔

۶۳۔ اہلیہ سید عبدالمجید ابن سید عبدالکریم الحکیم۔

اور مندرجہ ذیل افراد کی اسیری کی مدت دو سال سے زیادہ ہو چکی ہے:

۱۔ حجتہ الاسلام سید علاء الدین ابن آقائے سید محسن الحکیمؒ (جو بالآخر انتہائی بیدردی سے شہید کر دیے گئے)۔

۲۔ جناب سید مہدی ابن سید باقر الحکیم، ان کی اہلیہ، بیٹی اور پورا خاندان۔

۳۔ سید یحییٰ ابن سید حسن الحکیم۔

۴۔ سید مہدی عمر ۳۳ سال تجارت پیشہ۔

۵۔ سید محمد رضا ابن سید صالح الحکیم عمر ۲۴ سال طالب علم۔

۶۔ سید محمد علی ابن سید صالح الحکیم عمر ۲۲ سال، طالب علم

۷۔ سید عبدالامیر ابن سید حسن بن سید مہدی الحکیم عمر ۲۵ سال (یہ بھی بالآخر شہید کر دیے گئے)۔

ضمیمہ (۲)

عراق میں ہر مسلک و فرقے کے اہل دین و مذہب کن مصائب کا شکار ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ملک کے تقریباً تمام قابل ذکر شہروں سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علماء بزرگان دین اور مراجع تقلید کو شہید کیا جا چکا ہے۔

ہم ذیل میں ان شہیدان راہ حق کی مختصری فہرست پیش کرتے ہیں۔

۱۔ فیلسوف شرق حضرت آیت اللہ سید محمد باقر الصدر شہیدؒ
۲۔ آیت اللہ سید قاسم شبر الشہیدؒ
۳۔ آیت اللہ سید محمد طاہر الحیدری الشہیدؒ
۴۔ آیت اللہ سید عبد الصاحب الحکیم الشہیدؒ
۵۔ حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ مہدی اسماوی الشہیدؒ
۶۔ حجتہ الاسلام شیخ عارف بصراوی الشہید
۷۔ حجتہ الاسلام شیخ حسن معین الشہید
۸۔ حجتہ الاسلام سید قاسم المرقع الشہید

٩- حجۃ الاسلام شیخ عبدالجبار البصاوی الشہید
١٠- حجۃ الاسلام سید عزالدین القبانچی الشہید
١١- حجۃ الاسلام سید عمادالدین الطباطبائی الشہید
١٢- حجۃ الاسلام شیخ خزعل السوڈانی الشہید
١٣- حجۃ الاسلام سید عبدالرحیم الیاسری الشہید
١٤- علامہ شیخ عبدالجلیل مال اللہ الشہید
١٥- علامہ شیخ عبدالعزیز البدری
١٦- علامہ شیخ محمد علی جابری الشہید
١٧- علامہ سید عباس الشوکی الشہید
١٨- علامہ سید جاسم المرقع الشہید
١٩- علامہ سید عبدالجبار العوادی الشہید
٢٠- علامہ سید عبدالخالق العوادی الشہید
٢١- علامہ سید عباس ترکمانی الشہید
٢٢- علامہ شیخ صالح الرفاعی الشہید
٢٣- علامہ شیخ قاسم ضیف الشہید
٢٤- علامہ شیخ عبدالامیر الساعدی الشہید
٢٥- علامہ شیخ محمود الکعبی الشہید
٢٦- علامہ شیخ فرحان البغدادی

۲۷۔ علامہ شیخ ناظم مزہر الخزاعی الشہید
۲۸۔ الفاضل سید زید الموسوی الشہید
۲۹۔ فاضل جلیل سید نجاح الموسوی الشہید
۳۰۔ فاضل جلیل شیخ صادق کربلائی الشہید
۳۱۔ فاضل جلیل سید طاہر ابو رغیف الشہید
۳۲۔ حجۃ الاسلام سید علاء الدین الحکیم الشہید
۳۳۔ حجۃ الاسلام سید محمد حسین الحکیم الشہید
۳۴۔ حجۃ الاسلام سید کمال الدین الحکیم الشہید
۳۵۔ حجۃ الاسلام سید عبد الوہاب الحکیم الشہید
۳۶۔ الشیخ غالی الاسدی الشہید (استاد مرکز علمی نجف اشرف)
۳۷۔ علامہ شیخ محمد یونس الاسدی۔ امام جماعت بیاع (شہر)
۳۸۔ علامہ سید عباس الحلو خطیب و امام مسجد ابی صیداء
۳۹۔ علامہ سید حسن الحلو خطیب و امام شہر قادسیہ
۴۰۔ علامہ سید کاظم الحلو خطیب و امام مسجد شہر حصوہ
۴۱۔ علامہ سید محمد تقی الجلالی امام جماعت شہر قاسم
۴۲۔ علامہ شیخ محمد فاضل۔ مرکز علمی نجف اشرف کے طالب علم
۴۳۔ شیخ عبد المجید العاصی ''حویجہ'' (شہر میں برادران اہلسنت کے معزز عالم دین)۔

۴۴۔ علامہ شیخ البدراوی۔ کندہ کے امام جماعت

۴۵۔ شیخ ناظم غلام المندلاوی۔ مندلی کے عالم دین

۴۶۔ علامہ شیخ ناظم العاصی۔ "حویجہ" نامی شہر میں علمائے اہلسنت کے بزرگ۔

۴۷۔ علامہ شیخ ناظم البصراوی۔ "کرادہ شرقیہ" کے امام جماعت۔

(حوالہ: دماء العلماء فی طریق الجہاد صفحہ ۵۶-۵۷-۵۸ مطبوعہ عراق)۔

ضمیمہ (۳)

وحشت و بربریت ہی صدامی دستور حکومت ہے!

۱۷ر جولائی ۱۹۶۸ء کو آدھی رات کے وقت اچانک کچھ راکٹ چھوڑے گئے۔ جنہوں نے بغداد کی فضا کو روشنیوں سے چکا چوند کر دیا تو بہت کم لوگوں نے اس طرف توجہ دی۔ حالانکہ یہ نئی حکومت کے قائم ہونے کی نشانی بھی تھی اور اہل عراق کے لیے یہ نحوست سے بھری ہوئی خبر تھی کہ وہ بعث پارٹی جو مکمل طور پر برطانیہ کے جاسوسوں کا گروہ ہے اب عراق کی حکومت پر مسلط ہو چکا ہے۔

اور جن لوگوں نے اس شب اس خاص قسم کی روشنی کی طرف توجہ دی بھی انہیں حالات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا اور آدھی سے زیادہ رات گزر جانے کے سبب وہ لوگ بھی جلد ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

ورنہ اگر ان لوگوں کو آنے والے حالات کا اندازہ ہو جاتا تو نہ صرف بغداد کے باشندوں بلکہ پوری مملکت عراق کے لوگوں کی آنکھوں کی نیند

اٹھ جاتی اور وہ توبہ و استغفار میں مصروف ہو جاتے اور رو رو کر خداوند عالم سے حالات کی بہتری کی التجا کرتے۔

لیکن عراق کے سیدھے سادھے لوگ سمجھ نہ سکے اور ان پر اینگلو امریکی سامراجیوں کا ایک گروہ مسلّط ہو گیا جس نے قانون کی دھجیاں بکھیرنی شروع کر دیں اور دیندار طبقے خاص طور پر اہل علم کے خلاف کھل کر میدان میں آ گیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف وحشت و بربریت کا بازار گرم ہو گیا جو اس ملحد اور وحشیانہ حکومت کے قوانین کو تسلیم نہیں کرتے اور ملک کے اندر عادلانہ نظام حکومت کے آرزومند ہیں۔

عراق کا موجودہ حکمران ٹولہ ان افراد پر مشتمل ہے جو صرف اینگلو امریکین مفادات کی نگرانی پر مامور نظر آتے ہیں اور ان مفادات کے حصول کے لیے وہ ہر قسم کے غیر انسانی سلوک میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

اور دیندار طبقے' نیز علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں سے تو ان لوگوں کو خصوصی عداوت ہے اور انھیں اذیت پہنچانے میں یہ لوگ خاص قسم کی لذت محسوس کرتے ہیں۔ ہر قسم کے خوف و ہراس پھیلانے لوگوں کو ستانے' جوانوں کو اغوا کرلے جانے' معاشرے میں دہشت پھیلانے' گھر گھر جاکر عورتوں اور بچوں کو ڈرانے دھمکانے اور لوگوں کو گرفتار کرنے کے بعد عقوبت خانوں میں نت نئی اقسام کی سزائیں تجویز کرنے میں یہ گروہ دنیا کی تمام وحشی اقوام سے آگے بڑھ چکا ہے۔

اور جو شخص بھی اس گروہ کے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کرے اور ان کے غیر قانونی مطالبات کو پورا نہ کرے اس کے پورے خاندان کو تہس نہس کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔

مندرجہ ذیل باتوں پر غور کیا جائے تو حقیقت خود بخود عیاں ہو جاتی ہے اور صورتِ حال واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔

۱۔ موجودہ گورنمنٹ کی طرف سے جاسوسی اور سراغرسانی کے اداروں میں کئی سو گنا اضافہ ہو چکا ہے تاکہ خوف وہراس کی انتہائی ہولناک فضا پورے ملک پر مسلط رہے۔

۲۔ عراق کے اندر صدام کے دورِ حکومت میں جیل، قید خانوں، عقوبت خانوں، نظر بندی کے مقامات اور تفتیش کے لیے ہیبت ناک قسم کے زنداں بہت بڑی تعداد میں بنائے جا چکے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قیدیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

۳۔ پھانسی کے احکام انتہائی کثرت سے صادر کیے جاتے ہیں اور ہر وہ شخص حکومت کی بات سے انکار کر دے اور ان وحشیانہ قوانین کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے پر تیار نہ ہو اسے تختۂ دار پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اب تک ہزاروں دیندار شہید کیے جا چکے ہیں جن میں بڑے بڑے علمائے دین بھی شامل ہیں۔

۴۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہیں "ایف، آئی، اے"

جیسی سراغرساں تنظیموں کے افراد ان کے گھروں سے اٹھا کر لے گئے اور پھر آج تک پتا نہ چل سکا کہ جن لوگوں کو ان کے گھروں سے لے جایا گیا تھا وہ زندہ ہیں یا مار ڈالے گئے اور اگر زندہ ہیں تو کہاں اور کس حالت میں ہیں؟

۵۔ ایسے ایسے وحشیانہ قوانین نافذ کیے جا رہے ہیں جن کی کوئی مثال دنیا کے مہذب ملکوں میں نہیں مل سکتی اور پھر شمشیر و سناں کے زور پر ان قوانین پر عمل کرایا جاتا ہے۔

۶۔ ان رسمی اعلانات و اعترافات کی تعداد بھی روز افزوں بڑھتی جا رہی ہے جس میں اس ظالمانہ حکومت کے غیر انسانی اقدامات کا تفصیل سے تذکرہ موجود ہے جو صدام کے اقتدار کو ــــ لوگوں میں خوف و ہراس پھیلا کر ــــ طول دینے کی ایک کوشش ہے۔

اسی طرح اگر انسان تجزیہ کرے تو اسے پتا چلا کہ اعداد و شمار کی کہانی کس قدر ہولناک ہے اور عراق کے باشندے کیسی مصیبت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ خاص طور سے وہ لوگ جو دین و مذہب کے پابند ہیں۔ ان پر عرصہ حیات کس قدر تنگ ہے۔ غور کیجیے کہ ۱۹۷۲ء میں حکومت کی طرف سے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کا نام ہے:

"قدامت پرستوں کی مصروفیات کے خلاف اقدامات"

جو خاص طور سے علمائے دین اور دیندار طبقہ کی خالص دینی و مذہبی سرگرمیوں پر قدغن عائد کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارہ کی

جا بجا شاخیں ہیں جن میں کھلم کھلا دین اور اہل دین۔ مذہب اور مذہب پرستوں کے خلاف جارحانہ اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں اور سنگینوں کے زور پر انھیں نافذ کرایا جاتا ہے۔

یہ ادارہ اس بڑے گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ ہے جو ۱۹۶۸ء ہی سے لوگوں کی سراغ رسانی کے لیے قائم ہے جس کا نام "المخابرات العامہ" (جنرل سراغ رسانی) ہے۔

جس کے تحت عراق کے تمام باشندوں کی ہر وقت کڑی نگرانی ہوتی رہتی ہے اور جس کی سرگرمیاں دین و مذہب کی ترویج کے سلسلہ میں نمایاں نظر آئیں یا جو لوگ اسلامی قوانین کی زیادہ سختی سے پابندی کریں انہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

اور اس ادارے نے پورے ملک کی سرگرمیوں کو اپنے دائرہ میں لے لیا ہے حتیٰ کہ گورنمنٹ کے دفاتر کا کوئی گوشہ، کوئی فیکٹری کوئی کارخانہ کوئی کاروباری مرکز، کوئی اسکول، کوئی کالج، کوئی یونیورسٹی، کوئی کلچر سنٹر، حتیٰ کہ کوئی گلی، کوئی بازار اس ادارہ کے لوگوں سے خالی نہیں ہے اور اب تو انتہا یہ ہو گئی ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں جس میں حکومت کا کوئی جاسوس نہ ہو۔ حتیٰ کہ بیٹا اپنے باپ کی سراغ رسانی میں مصروف ہے۔ اسی طرح بیوی اپنے شوہر کے خلاف اور بہن اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی کر رہی ہے کیونکہ اس مقصد کے لیے بڑی بڑی رقوم خرچ کی جا رہی ہیں اور ان گنت قسم کے لالچ دے کر نوجوانوں کو اس کام پر

لگایا جا رہا ہے۔

اور پھر جن لوگوں کو گرفتار کر کے لے جایا جاتا ہے انہیں اس قدر وحشیانہ اور غیر انسانی سزائیں دی جاتی ہیں جن کے تصور ہی سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور شرم سے سر جھک جائے۔

اور جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ملک کے اندر گورنمنٹ کے مختلف محکمے متعدد ناموں سے قائم ہیں جو نت نئی سزاؤں اور وحشیانہ اذیتوں کے ذریعہ معاشرے کے اندر خوف وہراس کی فضا قائم رکھنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہم بطور مثال صرف چند محکموں کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں۔ یہ وہ ادارے ہیں جو نہایت شیطانی قسم کی سزائیں ایجاد کرنے میں انتہائی مشاق نظر آتے ہیں۔

۱۔ مديرية الامن العامه

۲۔ مديرية المخابرات العامه

۳۔ شعبة الاستخبارات العسكرية فى وزارة الدفاع

۴۔ مثل الاتحاد الوطنى

۵۔ الاتحاد للطلبه

۶۔ الجمعيات الفلاحيه

۷۔ نقابات العمال اور

۸۔ الجيش الشعبى .....

اور ان کے علاوہ بعث پارٹی کی متعدد ذیلی تنظیمیں جو مختلف علاقوں

ہیں ان کاموں کے انجام دینے پر مامور ہیں۔

ان مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے دوسرے ملکوں سے غنڈوں اور بدمعاشوں کے گروہ بھی بلائے گئے ہیں۔ جدید آلات بھی درآمد کیے گئے ہیں اور نت نئی سزائیں ایجاد کرنے کے لیے "ریسرچ سیل" بھی کام کر رہے ہیں۔

ابتدائی عقوبت

سب سے پہلی عقوبت تو وہ ہے جو ہر شخص گرفتار ہوتے ہی برداشت کرنی پڑتی ہے کیونکہ کسی بھی شخص کو گرفتار کرتے ہی ایسے چند جلاّد صفت اور پست فطرت کانسٹیبلوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جن کا کام صرف مار پیٹ اور ایذا رسانی ہے۔ چنانچہ جیسے ہی کسی کو قید کر کے قید خانے کے دروازے پر پہنچایا گیا، سات آٹھ افراد پر مشتمل کانسٹیبلوں کا ایک گروہ آگے بڑھتا ہے جن کے پاس ایذا رسانی کے ہر قسم کے آلات جن میں ڈنڈے، سریے، خاردار موٹے موٹے تار وغیرہ شامل ہیں، موجود ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس گرفتار ہونے والے شخص سے کچھ بھی پوچھے بغیر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اسے مارتے پیٹتے اور اذیت پہنچاتے ہیں اور جب مارتے مارتے تھک جاتے ہیں تو پھر مغلظات اور

انتہائی فحش قسم کی گالیوں کی بھاڑ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جب سستا لیتے ہیں تو دوبارہ مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ قیدی بے جان ہو کر بیہوش ہو جاتا ہے تو یہ درندہ صفت اشخاص اس کے اردگرد بیٹھ کر قہقہے لگاتے ہیں اور سگریٹ پی کر اسے اس قیدی کے جسم پر رگڑ کر بجھاتے ہیں۔

سزاؤں کا دوسرا مرحلہ

اندوہناک سزاؤں کا دوسرا مرحلہ اس وقت شروع ہو جاتا ہے جب کسی قیدی سے کسی بات کا اعتراف کرانا چاہتے ہیں تو اگر وہ شخص ابتدائی عقوبت کی دہشت کی بنا پر اعتراف کرلے اور ان لوگوں کی بات مان لے تو عام طور پر سزاؤں کے اس دوسرے مرحلے سے بچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ بات نہ مانے اور حکومت کے کارندے جو کچھ اعتراف کرانا چاہتے ہیں انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دے تو پھر اس کے لیے بدترین قسم کی ایذا رسانیاں یقینی ہو جاتی ہیں۔

اور صدام کے بنوائے ہوئے عقوبت خانوں میں جو سزا سب سے زیادہ مشہور اور رائج ہے وہ یہ ہے:

○ قیدی کے جسم کے نازک حصوں جیسے کانوں کے سوراخ، ناک

کے نتھنے، آنکھوں کی پلکوں حتیٰ کہ آلۂ تناسل کے اندر برقی تار ڈال کر بجلی کا کرنٹ دوڑایا جاتا ہے اور جس قدر قیدی برداشت کر سکے اسے اسی حالت میں رکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بیہوش ہو جائے۔

- قیدی کو ننگا لٹا کر اس کے پاخانے کے مقام پر پیپسی کولا وغیرہ جیسی بوتلیں ٹھونس دی جاتی ہیں پھر اسے اٹھا کر جبراً ان شیشیوں پر بٹھایا جاتا ہے تاکہ زور پڑنے سے یہ شیشیاں زیادہ اندر تک جائیں اور زیادہ اذیت پہنچے۔ اس اذیت سے وہ قیدی جس قدر روتا اور چیختا ہے اتنا ہی وہ جلاد ہنستے اور خوش ہوتے ہیں۔ اس وحشیانہ اقدام سے قیدی کے جسم سے خون نکل نکل کر پھیلتا رہتا ہے لیکن ان جلادوں کو کوئی رحم نہیں آتا۔ یہاں تک کہ قیدی چلنے پھرنے سے یکسر معذور ہو جاتا ہے۔
- قیدیوں کو انگیٹھیوں پر بٹھا کر انہیں انتہائی سخت طریقہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔ پھر انگیٹھی میں آگ روشن کر دی جاتی ہے جس سے قیدی کا سارا جسم جلنے لگتا ہے اور وہ چیختا اور فریاد کرتا ہے مگر کوئی فریاد سننے والا نہیں ہوتا۔
- ڈیڑھ ڈیڑھ گز لمبی موٹی موٹی لکڑیوں کے درمیان قیدی کی ٹانگ کو رسیوں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ پھر پیر کے نچلے حصے پر موٹے موٹے ڈنڈوں سے زور زور سے اتنا مارتے ہیں کہ خون نکلنے لگے اور ورم ہو جائے۔ پھر کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈال

دیتے ہیں اور جب زخم ہلکا ہو جاتے تو پھر دوبارہ یہی حرکت کرتے ہیں اور پھر کسی مذبلے وغیرہ پر عریاں کر کے پھینک آتے ہیں۔

- دیندار اور نمایاں قسم کے مذہبی حضرات کی داڑھیاں جلا دیتے ہیں چنانچہ حضرت آقائے سید محمد باقر الصدر الشہید کا جنازہ لایا گیا تو آپ کی ریش مبارک جلی ہوئی تھی۔
- قیدی کے ہاتھوں پیروں کو باندھ کر پنکھوں میں الٹا لٹکا دیتے ہیں۔ پھر پوری رفتار سے پنکھا چلا دیتے ہیں اور زمین پر دو تین جلاد ہنٹر لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پنکھا چلنے کی صورت میں جب اس قیدی کا جسم ان لوگوں کے پاس سے گزرتا ہے تو اس کے جسم اور سر پر ہنٹر برساتے ہیں۔
- ایک خاص قسم کا بجلی کا آلہ قید خانوں میں نصب کرایا ہے جس پر قیدی کے ہاتھوں کو زبردستی رکھوا کر بٹن دباتے ہیں جس سے اس کے ہاتھ کا گوشت پک کر پھٹنے لگے، اطراف سے خون بہنے لگے اور پورا ہاتھ سوجھ کر بدہیئت ہو جاتے۔
- سیخ یا لوہے کا کوئی بڑا سا ٹکڑا آگ میں ڈال کر اتنا گرم کرتے ہیں کہ انگارے کی طرح سُرخ ہو جاتے، پھر اس سے قیدی کو ہاتھ، پیر، پیٹھ اور بعض اوقات پیٹ اور سینے کو بھی داغتے ہیں۔
- لوہے کے اوزار مار کر ناک توڑ دیتے ہیں۔

- برقی کیلوں سے ہاتھ اور پیروں میں سوراخ کرکے آرپار کر دیتے ہیں۔
- ہونٹ کاٹ کر منہ توڑ دیتے ہیں اور زیادہ تر یہ سزا ان لوگوں کو دی جاتی ہے جو خطیب و ذاکر ہیں یا جو لوگ وعظ و تبلیغ کے ذریعہ سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔
- قیدی کو لوہے کی کرسی پر بٹھا کر اس کے ہاتھ پیر باندھ دیتے ہیں اور سارا جسم جکڑ دیتے ہیں۔ پھر چمٹوں اور آہنی آلات سے اس کے ناخنوں کو اکھاڑتے ہیں۔
- قیدی کو ننگا کرکے زمین پر بٹھاتے ہیں۔ قیدی سے کہا جاتا ہے کہ سجدہ کرو۔ جب وہ سجدے میں جاتا ہے تو اسی پوزیشن میں اس کے جسم کو مختلف رسیوں سے لکڑیوں اور میخوں سے اس طرح جکڑ دیا جاتا ہے کہ ہل نہ سکے۔ پھر اس کے پاخانے کے مقام کے راستے کھولتے ہوئے پانی کا پائپ اندر ڈالا جاتا ہے اور اس کے جسم میں اتنا پانی پہنچایا جاتا ہے کہ پیٹ پھول جائے اور وہ بیہوش ہو جائے۔
- قیدی کے ہاتھ، پیر یا جسم کے دوسرے حصوں سے خنجر وغیرہ کے ذریعے گوشت کاٹا جاتا ہے۔
- سر اور پورے بدن پر انسانی غلاظت ڈالی جاتی ہے۔
- پٹرول پمپ وغیرہ پر جس قسم کے پائپ ہوا بھرنے کے لیے رکھے

ہوتے ہیں جن سے لوگ گاڑیوں میں ہوا بھرتے ہیں اس قسم کی پائپ قیدی کے پاخانے کے مقام کے ذریعے اسکے جسم کے اندر داخل کی جاتی ہے اور اتنی ہوا بھری جاتی ہے کہ قیدی کا پیٹ پھٹ جاتے اور وہ متعدد عوارض و امراض میں مبتلا ہو جاتے۔

- لوہے کی کرسی پر بٹھا کر بجلی کے ذریعہ اسے جھٹکے دیا جاتا ہے۔
- گندے پانی کے حوض بلکہ فضلوں کے گڑھے میں ڈالا جاتا ہے۔
- قیدیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے اپنے جوتوں سے دوسرے قیدیوں کے سر پر ماریں۔ اس طرح ہر قیدی ایک دوسرے کے سر پر جوتوں سے ٹھوکر مارے، ورنہ کسی بڑی سزا کے لیے تیار ہو جائے۔ اور جب وہ ایک دوسرے کو مارتے ہیں تو سارے جلاد خوش ہو کر قہقہہ لگاتے ہیں اور طعنہ دیتے ہیں۔
- گالیاں بکنا، فحش کلمات کہنا، عزت و ناموس کے خلاف مغلظات بکنا، حتیٰ کہ خانگی و ازدواجی تعلقات کے سلسلہ میں انتہائی شرمناک باتیں کہنا تو عراق کے جیل خانوں میں عام سی بات ہے۔

عورتوں اور بچوں کو سزائیں

عورتوں اور بچوں کو سزائیں دینے میں بھی اسی طرح سے

غیر انسانی حرکتیں کی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کو کبھی تو اس لیے سزا دی جاتی ہے کہ یہ دیندار کیوں ہیں اور کبھی اس لیے کہ ان کے گھر کے مرد، باپ یا شوہر وغیرہ دینی کاموں میں حصہ کیوں لے رہے ہیں اور اوپر جو سزائیں ذکر کی گئی ہیں ان کے علاوہ بھی متعدد قسم کی سزائیں عورتوں اور بچوں کے لیے ایجاد کی گئی ہیں۔ جیسے:

- عورتوں کے ہاتھ پیر باندھ کر ان کے بالوں کو کسی بلند چیز سے باندھ کر انہیں لٹکا دیا جاتا ہے۔
- اگر کسی عورت کے ماہانہ ایام شروع ہوں تو اس کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے الٹا لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ اگر خون رک جائے تو کسی اندرونی بیماری و خرابی میں مبتلا ہو جائے اور اگر جاری رہے تو ناک اور منہ کے راستے سے نکلے۔ یہ سلسلہ چھ، سات دن تک رہتا ہے، یہاں تک کہ مدت پوری ہو جائے۔ اس دوران وہ جس قدر بھی چیختی اور فریاد کرتی رہے، کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔
- اس کے ساتھ جبراً بدسلوکی کی جاتی ہے اور بعض اوقات اس کے شوہر کے سامنے بیوی کے ساتھ غیر شرعی فعل کیا جاتا ہے تاکہ اعتراف پر مجبور کیا جائے۔
- مردوں کے لیے جن سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے، سب عورتوں کو بھی دی جاتی ہیں۔

- چھوٹے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر ان کے والدین کی نگاہوں کے سامنے سخت ترین ایذائیں دی جاتی ہیں تاکہ والدین حکومت کے مطالبات پورے کردیں اور اگر وہ انکار کریں تو انکی نظروں کے سامنے اولاد کو نہایت بے دردی سے قتل کردیا جاتا ہے۔
- قیدیوں کو ننگا کر کے ایسے کمروں میں بند کردیا جاتا ہے جن میں پہلے سے خاص طور پر ہزاروں بھڑ رکھے ہوتے ہیں تاکہ وہ سب بیک وقت اس پر حملہ آور ہوں اور کاٹ کاٹ کر اسے بیدم کردیں اور جلاد شیشوں کے پیچھے سے یہ منظر دیکھتے اور ہنستے رہتے ہیں۔
- اسی طرح سانپ، بچھو اور دوسرے موذی جانوروں کے ذریعہ اذیت پہنچائی جاتی ہے اور کتنے ہی قیدی اسی طرح موت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔
- قیدیوں کو جسمانی تکالیف کے علاوہ اعصابی اذیتیں بھی پہنچائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہر قیدی کے بستر کے سرہانے ایک بڑا سا میکروفون کا ہارن لگا رہتا ہے۔ دن بھر مختلف جسمانی اذیتیں برداشت کرنے کے بعد جب یہ رات کو سونا چاہتے ہیں تو ایسے ٹیپ چلائے جاتے ہیں جن میں کسی ریل گاڑی کے تیز رفتاری سے چلنے کی آواز آتی ہے اور یہ آواز پوری طاقت سے اس مائیکروفون کے ذریعہ اس قیدی کے کانوں تک رات کی

تاریکی میں پہنچائی جاتی ہے جس سے محسوس ہو کہ وہ ریل کے نیچے دبنے والا ہے اور خوفزدہ ہو کر اس کے اعصاب جواب دے جائیں۔

جن قیدیوں کو تنہا رکھا جاتا ہے ان کی کوٹھریوں کی چھت اتنی نیچی ہوتی ہے کہ وہ کھڑے نہ ہو سکیں اور چوڑائی اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ لیٹ بھی نہ سکیں۔

○ کچھ نئے قسم کے ستون بھی بڑی بڑی عمارتوں میں بنائے گئے ہیں جن کے اندر خول ہے۔ باہر سے کچھ پتا نہیں چلتا اور اندر برقی آلات لگے ہوتے ہیں۔ جس قیدی کو چاہیں اس میں بند کر کے جسم میں کرنٹ دوڑاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مر جائے یا انواع و اقسام کی تکلیفوں میں مبتلا ہو جائے۔

○ قیدیوں کو کھڑا کر کے ان کے کانوں کو دیوار سے چپکا کر کیل ٹھونک دیتے ہیں۔ حس و حرکت سے کان کی لویں شق ہو جاتی ہیں اور قیدی بہرہ ہو جاتا ہے۔

○ سر، داڑھی، پلکوں، پیٹ اور سینے پر جو بال ہیں انہیں چمٹوں سے اکھاڑا جاتا ہے۔ بعض اوقات بال کے ساتھ کھال اور گوشت بھی ادھڑ جاتا ہے۔

○ لوہے کے ایک خول میں قیدی کا سر رکھ کر بجلی کے ذریعے ایسا دباؤ ڈالتے ہیں کہ کھوپڑی چٹخ جائے اور موت واقع ہو جائے۔

لوہے کے آلات سے دانتوں کو زور زور سے توڑتے ہیں جس سے

بعض اوقات جبڑا بھی ٹوٹ جاتا ہے اور گوشت بھی کٹ جاتا ہے۔

- قیدی کا ہاتھ دروازے کی دراڑ میں رکھوا کر پوری قوت سے دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہاتھ کٹ جائے۔ ناخنوں میں ایسی موٹی سوئیاں چبھوتے ہیں جو گوشت تک پیوست ہوجائیں جسم کے بعض حصوں پر تیزاب ڈالتے ہیں تاکہ تکلیف بھی پہنچے اور جسم بھی بدنما ہو جائے۔
- قیدیوں کو ڈرانے کے لیے ان کے کمروں میں مردے رکھ دیتے ہیں۔
- لوگوں کو مسلسل پھانسی کی دھمکی دیتے رہتے ہیں۔
- ننگا کر کے کسی ایسی کرسی پر بٹھا دیتے ہیں جس کے درمیان میں سوراخ ہو اور نازک اعضاء اس سے باہر لٹکتے رہیں۔ پھر سدھائے ہوئے کتوں سے حملہ کراتے ہیں جو خاص طور سے ان نازک اعضاء کو بھنبھوڑیں۔
- کال کوٹھریوں میں بعض اوقات ایسی تیز روشنی پھینکتے ہیں کہ قیدی اندھا ہو جائے یا اس کی آنکھیں چندھیا جائیں۔

عام طور سے قیدی کو کسی وقت سونے نہیں دیتے۔ جب وہ نیند سے نڈھال ہونے لگے تو زور زور سے مارتے ہیں تاکہ اٹھ کر بیٹھ جائے۔

- جن قیدیوں کو سونے کی اجازت مل جائے انھیں بھی تھپڑ مار کر اٹھایا جاتا ہے اور سوتے وقت اس کی ناک بند کر دی جاتی ہے۔ تاکہ گھٹن کا شکار ہو اور گلے سے بدنما آواز نکلے اور سب ہنسیں۔

- قیدیوں کو رسیوں سے باندھ کر جکڑ دیا جاتا ہے اور اوپر سے نیچے لٹکایا جاتا ہے۔

آنکھوں پر ایسی شدید پٹی باندھی جاتی ہے کہ آنکھیں خراب اور لاعلاج ہو جائیں۔

- قیدی کے جسم سے گوشت کاٹ کر زخمی جگہ پر نمک اور مرچ چھڑکتے ہیں۔
- قیدی کے ہاتھ پیر باندھنے کے بعد اس کی زبان کھینچ کر باہر نکال کر
- اس میں بہت بڑی سوئی پیوست کردی جاتی ہے۔
- ایک قیدی کا سر دوسرے قیدی سے ٹکرایا جاتا ہے۔
- سخت گرمی میں بہت سے قیدیوں کو ایک چھوٹی سی کال کوٹھری میں رکھ کر پنکھے وغیرہ بند کردیے جاتے ہیں تاکہ حبس کی تکلیف سہیں۔ ان کھڑکیوں کا رخ ایسا ہوتا ہے کہ دن بھر دھوپ بھی اندر آتی رہے جبکہ عراق میں گرمی انتہائی شدید ہوتی ہے۔
- قیدیوں کے دہن کے اندر بڑا بڑا لوہا رکھ دیا جاتا ہے تاکہ پورا منہ کھلا رہے اور جسمانی و نفسیاتی طور سے اذیت محسوس کرتے رہیں۔

گرم پگھلے ہوئے تارکول میں ہاتھ پیر ڈالنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

- قیدی کا آدھا چہرہ کسی ایسے پختہ رنگ سے رنگ دیا جاتا ہے جو چھڑایا نہ جا سکے۔
- سر اور داڑھی کے آدھے بال مونڈ کر باقی چھوڑ دیے جاتے ہیں

تاکہ مذاق اڑائیں۔

- کھانے پینے کے وقت ہاتھ پیر باندھ دیے جاتے ہیں تاکہ قیدی مجبور ہو کر جانوروں کی طرح کھائے اور وہ مذاق اڑا سکیں۔
- قیدی کو اتنا پیاسا رکھا جاتا ہے کہ گندہ پانی پینے کے لیے تیار ہو جائے۔
- بڑے بڑے تھیلوں میں 'چھابوں میں غلاظت بھر کر قیدی کے سر پر ڈالی جاتی ہے۔
- قیدی کو چت لٹا کر اس کی آنکھوں کے اندر ڈی ڈی ٹی ڈال کر اچھی طرح بند کر دیتے ہیں تاکہ دیر تک تکلیف سے تڑپتا رہے۔
- بعض اوقات دو موٹے موٹے جلاد آتے ہیں، ان میں سے ایک تو قیدی کے ہاتھوں کو پکڑ لیتا ہے اور دوسرا اس کے پیروں کو، پھر دونوں اس قیدی کو اٹھا کر دیر تک ہوا میں ہلاتے اور جھکولے دیتے رہتے ہیں، پھر دور کسی سخت زمین یا دیوار پہ پھینک دیتے ہیں۔
- قیدی کو رسیوں سے جکڑ کر کچھ جلاد ان رسیوں کو تھام لیتے ہیں پھر قیدی سے کہتے ہیں کہ کتے کی طرح بیٹھ جاؤ، جبراً اسے اس طرح بٹھانے کے بعد ان جلادوں کا کوئی افسر وہاں آتا ہے تو قیدی سے کہا جاتا ہے کہ زبان سے اس افسر کے جوتے چاٹو۔ اگر قیدی انکار کرے تو زیادہ شدید قسم کی اذیت پہنچاتے ہیں۔

- قیدیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ جھاڑوؤں، کیڑوں مکوڑوں کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر لے جائیں، ننگے ہو کر زمین پر لوٹ لگائیں۔
- بہت سے علمائے کرام جنہیں گرفتار کیا گیا ان کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ مراثیوں، بھانڈوں کی طرح گائیں، ناچیں اور لغو حرکتیں کریں اور جب انھوں نے انکار کیا تو انھیں بدترین قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔
- بہت سے قیدیوں کو اکٹھا کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ جانوروں کی طرح زمین پر جھک جائیں اور ان کی بولیاں بولیں۔ کسی کو کتے کی بولی بولنے پر مجبور کیا جاتا ہے، کسی کو گدھے گلئے وغیرہ کی۔

قارئین کرام! یہ چند مثالیں تھیں ان ایذا رسانیوں کی جن کا عراقی مومنین کو جیلوں میں سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ان ہی پر اکتفا نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ بھی سیکڑوں انواع و اقسام کی سزائیں ان بدبخت جلادوں نے ایجاد کر رکھی ہیں جن کے ذکر سے شرم محسوس ہوتی ہے۔

یہ حالات تو ان قیدیوں کے تھے جنہیں موت سے قبل یہ اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں لیکن ان تمام ایذا رسانیوں کے بعد جن قیدیوں کے قتل کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے ان کے لیے بھی ان گنت طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ اور قتل کرنے کے بعد ان سب کی لاش ان کے ورثا کو بھی دی نہیں جاتی بلکہ کسی کی لاش دیدی جاتی ہے اور کسی کی موت

کی صرف تصدیق کردی جاتی ہے اور لاش کے ساتھ انتہائی اہانت آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔

ذیل میں ہم چند ایسے طریقوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو بعثی حکومت کسی کے قتل کے سلسلہ میں اپناتی ہے اور ان طریقوں سے بھی اس ظالم حکومت کے وحشیانہ اقدامات کا اندازہ ہوتا ہے:

۱۔ "پھانسی دینا" یہ سب سے زیادہ رائج طریقہ ہے اور پانچ ہزار سے زیادہ افراد کو اسی طرح قتل کیا گیا ہے۔

۲۔ "ریوالور یا بندوق کی گولیوں کی بوچھاڑ" کے ذریعہ قتل کرنا۔ یہ طریقہ عام طور سے تو فوجیوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے لیکن بعض اوقات غیر فوجی حضرات بھی اس کا نشانہ بنتے ہیں جیسے آقائے سید قاسم شبر کو اسی طرح شہید کیا گیا، جیسا کہ انکی سوانح حیات میں مذکور ہے۔

۳۔ "کلہاڑیوں اور دیگر دھار دار ہتھیاروں" سے قتل کرنا، جیسا کہ آقائے شیخ عبدالعزیز البدری کو اسی طریقہ سے شہید کیا گیا۔

۴۔ "قیدی کو خونخوار کتوں کے حوالہ کر دینا" کہ وہ بھیڑیا نما خونخوار کتے بھنبھوڑ کر قیدی کا گلا کاٹ دیتے ہیں اور اس کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

۵۔ "کسی کھولتی ہوئی سیال چیز میں ڈال کر جلا دینا" —— جیسے تیزاب وغیرہ۔ چنانچہ ابو عصام الشہید کو اسی طرح شہید کیا گیا کہ

انہیں تیزاب کے بہت بڑے ڈرم میں ڈال دیا گیا جس سے سارا جسم جل گیا۔

۶۔ "کسی تیز دھار چیز سے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا"——جیسا کہ جناب آقائے عبدالامیر مشکور الشہید کو اسی طرح شہید کیا گیا کہ وہ زندہ تھے اور ان کے جسم کو تیز آری سے کاٹا جا رہا تھا۔

۷۔ اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی قیدی کو قتل کرنا مقصود ہو تو اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں جلد یا دیر میں اثر کرنے والا زہر ملا دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے دو سو سے زیادہ افراد شہید کیے جا چکے ہیں جن میں سید محمد طاہر الحیدری، جناب عبدالامیر منصوری اور محترمہ سلوٰی البحرانی وغیرہ شامل ہیں۔

جن لوگوں کو (دیر میں اثر کرنے والا) زہر دیا جاتا ہے۔ انہیں زہر ملا کر کھانا ان کے گھر بھیج دیا جاتا ہے جس کے دو دن بعد وہ پورے جسم میں زہر کا اثر محسوس کرنے لگتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ تکلیف بڑھنے لگتی ہے اور پھر سارے جسم میں انتہائی شدید تکلیف ہونے لگتی ہے۔ حافظہ ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ شعور و احساس ختم ہونے لگتا ہے۔ رنگ بدل جاتا ہے۔ کھال پھٹنے لگتی ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن کے اندر وہ شخص دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے —— ایسے اشخاص نے جیل سے اپنے گھروں پر آنے کے بعد اپنا علاج بھی کرانا چاہا بعض نے لندن کے ڈاکٹروں کو بھی دکھایا مگر کوئی جاں بر نہ ہو سکا۔ لندن کے بعض رسائل

میں ان لوگوں کے حالات بھی چھپے ہیں۔

۸۔ قیدی کا ایک پیر ایک کار کے ساتھ اور دوسرا دوسری کار کے ساتھ باندھ کر دونوں گاڑیوں کو تیز رفتاری کے ساتھ دو مخالف سمتوں پر چلا دیتے ہیں جس سے مرنے والا آنِ واحد میں دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

۹۔ وہ قیدی جس کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہو، اسے لوہے کے ایک تخت پر باندھ دیا جاتا ہے اور تخت کے نیچے خوب آگ روشن کر دی جاتی ہے جس سے اس کے جسم کا سارا گوشت پک جائے۔ پھر آگ بجھا دی جاتی ہے۔ اور اس شخص کو اسی تخت پر بندھا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے کہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ مدینۃ الثورہ نامی شہر کے بعض اسلامی مجاہدین کو اسی طرح شہید کیا گیا۔ چنانچہ انکی لاشیں ان کے ورثا کے حوالے نہیں کی گئیں بلکہ صرف ان کے شہید کیے جانے کی تصدیق کر دی گئی۔

۱۰۔ بعثی گورنمنٹ کے ایک محل قصر النہایہ میں کچھ لوگوں کو نہایت وحشیانہ طریقے سے شہید کیا گیا۔ چنانچہ چار آفیسران جن پر یہ الزام تھا کہ وہ حکومت کے قوانین کی پوری پابندی نہیں کر رہے ہیں انہیں اعلیٰ آفیسران کے سامنے پیش کیا گیا تو فیصلہ ہوا کہ انہیں سامنے اس باغ کے متروک کمرے کی دیوار سے متصل کھڑکیوں کے ساتھ باندھ دیا جائے اور جلاد صفت جرنیل ان پر اپنی گولیوں

کا تجربہ کریں۔ چنانچہ ان چاروں اشخاص کو اتنی گولیاں ماری گئیں کہ ان کے جسم چھلنی ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

۱۱۔ جن لوگوں کی لاش ورثاء کے سپرد نہ کرنی ہو ان کو جلا دیا جاتا ہے چنانچہ بغداد کے محلہ فضیلیہ میں ایسی تنصیبات قائم کی گئی ہیں جہاں مردہ اور زندہ قیدیوں کو بھٹی میں ڈال دیا جاتا ہے اور چند لمحوں میں پورا جسم انسانی راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

۱۲ بعض قیدیوں کو قتل کرنے کے بعد زمانۂ جاہلیت کی طرح اُن کا مُثلہ کیا جاتا ہے یعنی آنکھیں پھوڑ دی جاتی ہیں، ناک توڑ دی جاتی ہے، کان کاٹ لیے جاتے ہیں، اعضائے رئیسہ کاٹ دیے جاتے ہیں اور پھر ہاتھ پیر کی انگلیاں بھی کاٹ کر الگ کر دی جاتی ہیں اور بعض اعضاءِ جسم تحقیق کے نام پر یورپ و امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے ہاتھوں فروخت کر دیے جاتے ہیں۔

اور اس قدر اہانت آمیز سلوک کے بعد لاش کو ورثاء کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو یہ دھمکی بھی دی جاتی ہے کہ اگر انھوں نے لوگوں کو اس بارے میں بتایا تو ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائیگا۔

جہاں تک ان قیدخانوں اور عقوبت خانوں کا تعلق ہے جو بعثی حکومت کو وراثت میں ملے ہیں یا جن کو اس حکومت نے خود ہی بنوایا ہے، ان کی فہرست پر ایک نگاہ ڈالنے سے دنیا کی دوسری اقوام کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ عراقی قوم موجودہ ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں کن مصائب و آلام

کا شکار ہے۔

اس وقت دیگر غیر رسمی عقوبت خانوں کے علاوہ ۴۷ بڑے قید خانے عراق جیسے چھوٹے ملک میں موجود ہیں جن میں سے ہر قید خانہ شرافت و انسانیت کی قربان گاہ اور وحشت و بربریت کا مرکز ہے۔ ان قید خانوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ قید خانہ ابو غریب بغداد۔ جس کے ۴ حصے ہیں:

ا۔ نظر بندی کے لیے۔

ب۔ ہلکی سزاؤں کے لیے۔

ج۔ سخت سزاؤں کے لیے

د۔ پھانسی پانے والوں کے لیے۔

۲۔ قصر النہایہ کا قید خانہ۔ بغداد

۳۔ قید خانہ فضیلیہ بغداد۔ اس کے بھی دو حصے ہیں:

ا۔ عادی مجرموں کے لیے۔

ب۔ سیاسی مجرموں کے لیے۔

۴۔ قید خانہ قصر المالح ـــــــ بغداد

۵۔ مدیریۃ الامن العامہ ـــــــ بغداد

۶۔ مدیریۃ الامن لبغداد ـــــــ بغداد

۷۔ مکافحۃ النشاط السیوطی ـــــــ بغداد

۸۔ مکافحۃ النشاط القوی ـــــــ بغداد

۹۔ مکافحۃ النشاط الکردی ــــ بغداد

۱۰۔ مکافحۃ النشاط الاسلامی ــــ بغداد

۱۱۔ معسکر الرشید کی جیل ۱ ــــ بغداد

۱۲۔ الزعفرانیہ کی جیل ۳ ــــ بغداد

۱۳۔ الزعفرانیہ کی لیڈیز جیل ــــ بغداد

۱۴۔ بعقوبہ جیل ــــ بعقوبہ (شہر)

۱۵۔ نقرۃ السلمان جیل

۱۶۔ سنٹرل جیل ــــ حلہ (شہر)

۱۷۔ وزارت دفاع کے ڈیپارٹمنٹ کی جیل۔ بغداد

۱۸۔ حارثیہ کی فوجی جیل ــــ بغداد

۱۹۔ قیدخانہ برحیبیہ ــــ برحیبیہ (شہر)

۲۰۔ عطیشی عقوبت خانہ ــــ کربلائے معلیٰ

۲۱۔ الحی العباسی جیل ــــ کربلائے معلیٰ

۲۲۔ قیدخانہ امن کوفہ ــــ نجف اشرف

۲۳۔ قیدخانہ امن نجف ــــ نجف اشرف

۲۴۔ قیدخانہ امن الحلّہ ــــ حلّہ (شہر)

۲۵۔ الطہازیہ جیل ــــ حاآ (شہر)

۲۶۔ قیدخانہ المحادیل ــــ دحلّہ (شہر)

۲۷۔ قیدخانہ علیفیۃ الجسر ــــ کاظمین

۲۸- قید خانہ امن الکاظمیہ ـــــ کاظمین

۲۹- شرطۃ الکاظمہ ـــــ کاظمین

۳۰- قید خانہ المخابرات۔ باب بغداد۔ کربلائے معلیٰ

۳۱- عین زالہ جیل ـــــ موصل (شہر)

۳۲- قید خانہ سنجار ـــــ موصل (شہر)

۳۳- قید خانہ امن الموصل ـــــ موصل (شہر)

۳۴- عزلاتی العسکری جیل ـــــ موصل (شہر)

۳۵- قید خانہ امن العمارہ والمعاینۃ العائدہ - عمارہ (شہر)

۳۶- قید خانہ الخیالہ ـــــ عمارہ (شہر)

۳۷- عین التمر جیل ـــــ کربلائے معلیٰ

۳۸- الاخضیر جیل ـــــ کربلائے معلیٰ

۳۹- سنٹرل جیل ـــــ بصرہ

۴۰- قید خانہ امن الزبیر ـــــ بصرہ

۴۱- قید خانہ امن الفاو ـــــ بصرہ

۴۲- قید خانہ مدیریۃ امن ـــــ بصرہ

۴۳- قید خانہ امن العشار ـــــ بصرہ

۴۴- الشعبہ عسکری جیل ـــــ بصرہ

۴۵- بیجی جیل ـــــ تکریت (شہر)

۴۶- مدیریۃ امن بلد ـــــ تکریت (شہر)

۴۷۔ مدیریۃ امن تکریت ــــــ تکریت دشہر)

۴۸۔ مدیریۃ امن سامراء ــــــ 〃

۴۹۔ سوسا جیل ــــــ سلیمانیہ دشہر)

۵۰۔ الدوکان جیل ــــــ 〃

۵۱۔ قیدخانہ بنگرو ــــــ 〃

۵۲۔ قیدخانہ جمجال ــــــ 〃

۵۳۔ مدیریۃ امن الناصریہ ــــــ ناصریہ دشہر)

۵۴۔ قیدخانہ امن سوق الشیوخ 〃

۵۵۔ قیدخانہ امن القرنۃ ــــــ بصرہ

۵۶۔ قیدخانہ امن سماوہ ــــــ مثنیٰ دشہر)

۵۷۔ قیدخانہ رمیثۃ ــــــ 〃

۵۸۔ قیدخانہ امن الدیوانہ ــــــ دیوانیہ دشہر)

۵۹۔ قیدخانہ امن الشامیہ ــــــ 〃

۶۰۔ مدیریۃ امن الکوت ــــــ واسط (شہر)

۶۱۔ قیدخانہ امن الحی ــــــ واسط

۶۲۔ سنٹرل کوت جیل ــــــ 〃

۶۳۔ قیدخانہ امن لمجرالکبیر ــــــ عمارہ

۶۴۔ قیدخانہ خانقین ــــــ دیالی دشہر)

۶۵۔ قیدخانہ جلولاء ــــــ 〃

۶۶۔ قیدخانہ یعقوبہ ——— دیالی (شہر)

۶۷۔ کرکوک سنٹرل جیل ——— کرکوک (شہر)

۶۸۔ قیدخانہ امن کرکوک ——— //

۶۹۔ قیدخانہ امن طوز خرماتو ——— تکریت

۷۰۔ قیدخانہ امن اربیل ——— اربیل (شہر)

۷۱۔ اربیل جیل ——— //

۷۲۔ القلعہ جیل ——— //

۷۳۔ مدیریۃ امن دھوک ——— دھوک (شہر)

۷۴۔ الرمادی جیل ——— الانبار (شہر)



سید محمد حسن شہید

آلِ حکیمؒ کے شہیدوں اور قیدیوں کی کمیٹی

مجلسِ اعلیٰ برائے انقلاب اسلامی۔عراق